اخبار فاروق کی خریداری کیلئے انعام

آیندہ سال ۱۹۱۷ء کے لیئے جو اصحاب اخبار فاروق قادیان کی خریداری منظور فرمادینگے خواہ وہ پہلے سے فاروق کے خریدار ہوں یا جدید خریدار بنیں ان سب کو حسب ذیل انعام دیا جائیگا۔

اوّل۔ جو شخص یکمشت پیشگی سالانہ چندہ جو صرف تین روپیہ ہے ادا کریں انکو ایک روپیہ کی اور جو دو بار کر کے ششماہی دا دریں انکو سات سات آنہ کی اور جو تین دفعہ کر کے ایک ایک روپیہ ادا کریں انکو چار چار آنہ کی کتابیں مندرجہ ذیل انعامی کتابوں میں سے انعام دیجائینگی۔ اس طرح گویا دو روپیہ میں گھر بیٹھے ہفتہ وار اخبار فاروق سال بھر تک انکو ملتا رہیگا۔ لہٰذا احباب جلد خریداری کی درخواستیں انعامی کتابوں کا انتخاب کر کے دفتر فاروق میں بھیجدیں تاکہ انکے نام انعامی کتابیں بذریعہ وی پی بابت چندہ اخبار بھیجی جائیں پہلا پرچہ دسمبر ۱۹۱۶ء سے اس انعامی سال کا شائع ہوگا ۞

فہرست کتب انعامی یہ ہے

ختم نبوت کی حقیقت ۸ر۔ مباحثہ مونگیر ہر سہ حصہ عہ ۔ عبرت۔ ایک احمدی خاتون کا ناول ۶ر تصدیق کلام ربانی بجواب اسلام کے بانی کی کہانی ۸ر۔ شدھی کی اشدھی ۶ر۔ آریوں کا لاجواب رد انعامی ... روپیہ پیدائش عالم ۳ر۔ دیانند بانی آریہ سماج کے مسئلہ قدامت عالم کا اسکی کتابوں سے لاجواب رد۔ بدر کامل ۴ر ازالۃ الشکوک ۲ر یہ ہر دو رسالے آریوں کے بیس اعتراضوں کے جواب ہیں۔ رسالہ گوشت خوری ۲ر ویدک توحید کا آئینہ ۲ر۔ ایک مسلمان کا پیغام سکھوں کے نام ۱ر۔ تنبیہ زبان دراز ۱ر غلام حیدر مرتد آریہ کا جواب۔ دھرم پال کا کچا چٹھا ار عجیب قابل دید۔ گائے کی عظمت پر نظر ر کلام الامام منظوم ر ہدیہ قاسم نظم ار۔ ازہاق الباطل ۳ر مولوی محمد علی امیر پیام پارٹی کی کتاب کا جواب صادق کلمات بجواب ثنائی ہفوات ۴ر ایڈیٹر اہلحدیث ثناء اللہ امرتسری کا جواب۔ اصلاح البشر ۲ر قال اللہ ۲ر۔ علاج حرص ار

نوٹ:۔ ان کتابوں میں سے جو کتاب ختم ہو جائیگی اسکے بجائے مینجر فاروق کو اسی قیمت کی کسی دوسری کتاب کے بھیجنے کا حق ہوگا۔ خریداران فاروق اپنے اپنے مدارج کے مطابق کتابیں انتخاب کر کے مینجر فاروق قادیان کو جلد اطلاع دیں ۞

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

احمد آخری زمانہ کا رسُول

(سلسلہ کے لیئے ملاحظہ ہو رسالہ نومبر سنہ ۱۹۱۶ء)

۱۱- اکتوبر سنہ ۱۹۰۵ء کو آپکے نہایت مقرب مرید مولوی عبدالکریم صاحب جو مختلف موقعوں پر آپکے لیکچر سُنایا کرتے تھے ایک لمبی بیماری کے بعد فوت ہوئے اور آپنے قادیان میں ایک عربی مدرسہ کھولنے کا ارشاد فرمایا جس میں دین اسلام سے واقف علماء پیدا کیئے جائیں تاکہ فوت ہونے والے علماء کی جگہ خالی نہ رہے۔ مولوی عبدالکریم صاحب کی وفات سے چند روز بعد دہلی تشریف لے گئے۔ اور وہاں قریباً پندرہ دن رہے۔ اسوقت دہلی گو پندرہ سال پہلے کی دہلی نہ تھی جس نے دیوانہ وار شور مچایا تھا لیکن پھر بھی آپ کے جانے پر خوب شور ہوتا رہا۔ اس پندرہ دن کے عرصہ میں آپنے دہلی میں کوئی پبلک لیکچر نہ دیا لیکن گھر پر قریباً روزانہ لیکچر ہوتے رہے۔ جن میں جگہ کی تنگی کے سبب دو ڈھائی سو آدمی سے زیادہ آدمی ایک وقت میں شامل نہیں ہو سکتے تھے۔ ایک دو دن لوگوں نے شور بھی کیا اور ایک دن حملہ کر کے گھر پر چڑھ جانے کا بھی ارادہ کیا۔ لیکن پھر بھی پہلے سفر کی نسبت بہت فرق تھا۔ اس سفر سے واپسی میں لدھیانہ کی جماعت نے دو دن کے لیئے آپکو لدھیانہ میں ٹھیرایا اور وہاں آپ کا ایک پبلک لیکچر نہایت خیر و خوبی سے ہُوا۔ وہاں امرتسر کی جماعت کا ایک وفد پہنچا کہ آپ ایک دو روز امرتسر بھی ضرور قیام فرمائیں جسے حضرتؑ نے منظور فرمایا اور لدھیانہ سے واپسی پر امرتسر میں اُتر گئے۔ وہاں بھی آپکے ایک عام لیکچر کی تجویز ہوئی۔ امرتسر سلسلہ احمدیہ کے مخالفین سے پُر ہے

اور مولویوں کا وہاں بہت زور ہے۔ اُنکے اُکسانے سے عوام الناس بہت شور کرتے رہے۔ جس دن آپ کا لیکچر تھا اس روز مخالفین نے فیصلہ کر لیا کہ جس طرح ہو لیکچر نہ ہونے دیں۔ چنانچہ آپ لیکچر ہال میں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ دروازہ پر مولوی بڑے بڑے جُبّے پہنے ہوئے لمبے لمبے ہاتھ مار کر آپکے خلاف وعظ کر رہے ہیں اور بہت سے لوگوں نے اپنے دامنوں میں پتھر بھرے ہوئے ہیں۔ آپ لیکچر گاہ میں اندر تشریف لے گئے اور لیکچر شروع کیا لیکن مولوی صاحبان کو اعتراض کا کوئی موقعہ نہ ملا۔ جس پر لوگوں کو بھڑکائیں۔ پندرہ بیس منٹ آپ کی تقریر ہو چکی تھی کہ ایک شخص نے آپکے آگے چاء کی پیالی پیش کی کیونکہ آپکے حلق میں تکلیف تھی اور ایسے وقت میں اگر تھوڑے تھوڑے وقفہ سے کوئی سیال چیز استعمال کی جائے تو آرام رہتا ہے۔ آپکے ہاتھ سے اشارہ بھی کیا کہ رہنے دو لیکن اس نے آپ کی تکلیف کے خیال سے پیش کر ہی دی۔ اس پر آپنے بھی اس میں سے ایک گھونٹ پی لیا لیکن وہ مہینہ روزوں کا تھا۔ مولویوں نے شور مچا دیا کہ یہ شخص مسلمان نہیں کیونکہ رمضان شریف میں روزہ نہیں رکھتا۔ آپنے جواب میں فرمایا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بیمار یا مسافر روزہ نہ رکھے بلکہ جب شفا ہو یا سفر سے واپس آئے تب روزہ رکھے اور مَیں تو بیمار بھی ہوں اور مسافر بھی۔ لیکن جوش میں بھرے ہوئے لوگ کب رُکتے ہیں؟ شور بڑھتا گیا اور باوجود پولیس کی کوشش کے فرو نہ ہو سکا۔ آخر مصلحۃً آپ بیٹھ گئے اور ایک شخص کو نظم پڑھنے کے لیئے کھڑا کر دیا گیا۔ اس کے نظم پڑھنے پر لوگ خاموش ہو گئے۔ تب پھر آپ کھڑے ہوئے تو پھر مولویوں نے شور مچا دیا اور جب آپنے لیکچر جاری رکھا تو فساد پر آمادہ ہو گئے اور سٹیج پر حملہ کرنے کے لیئے آگے بڑھے۔ پولیس نے روکنے کی کوشش کی لیکن ہزاروں آدمیوں کی رَو اُنکے روکے نہ رُکتی تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سمندر کی ایک لہر ہے جو آگے ہی آگے بڑھتی چلی آتی ہے۔ جب پولیس سے اُس کا سنبھالنا مشکل ہو گیا۔ تب

آپنے لیکچر چھوڑ دیا لیکن پھر بھی لوگوں کا جوش ٹھنڈا نہ ہوا اور انہوں نے سٹیج پر چڑھ کر حملہ آور ہونے کی کوشش جاری رکھی۔ اسپر پولیس انسپکٹر نے آپ سے عرض کی کہ آپ اندر کے کمرہ میں تشریف لے چلیں اور فوراً سپاہی دوڑائے کہ بند گاڑی لے آئیں۔ پولیس لوگوں کو اس کمرہ میں آنے سے روکتی رہی اور ایک دوسرے دروازہ کے سامنے گاڑی لاکر کھڑی کردی گئی آپ اس میں سوار ہونے کے لیئے تشریف لے چلے۔ جب آپ گاڑی میں بیٹھنے لگے تو لوگوں کو پتہ لگ گیا کہ آپ گاڑی میں سوار ہو کر چلے ہیں۔ اسپر جو لوگ لیکچر ہال سے باہر کھڑے تھے وہ حملہ کرنیکے لیئے آگے بڑھے اور ایک شخص نے بڑے زور سے ایک بہت موٹا اور مضبوط سوٹا آپکو مارا۔ ایک مخلص مرید پاس کھڑا تھا وہ جھٹ آپکو بچانے کیلیئے آپکے اور حملہ کرنیوالے کے درمیان میں آگیا۔ چونکہ گاڑی کا دروازہ کھلا تھا سوٹا اسپر رُک گیا اور اس شخص کے بہت کم چوٹ آئی۔ ورنہ ممکن تھا کہ اس شخص کا خون ہو جاتا۔ آپکے گاڑی میں بیٹھنے پر گاڑی چلی لیکن لوگوں نے پتھروں کا مینہ برسانا شروع کردیا۔ گاڑی کی کھڑکیاں بند تھیں اپر پتھر گرتے تھے تو وہ کھل جاتی تھیں۔ ہم انہیں پھر بند کرتے تھے تو وہ پھر کھل جاتی تھیں۔ ہم انہیں پکڑ کر سنبھالتے تھے لیکن پتھروں کی بوچھاڑ کی وجہ سے ہاتھوں سے چھوٹ چھوٹ کر وہ گر جاتی تھیں لیکن خدائے تعالیٰ کے فضل سے کسی کے چوٹ نہیں آئی۔ صرف ایک پتھر کھڑکی میں سے گذرتا ہوا میرے چھوٹے بھائی کے ہاتھ پر لگا۔ چونکہ پولیس گاڑی کے چاروں طرف کھڑی تھی۔ بہت سے پتھر اُسے لگے جسپر پولیس نے لوگوں کو وہاں سے ہٹایا اور گاڑی کے آگے پیچھے بلکہ اسکی چھت پر بھی پولیس مین بیٹھ گئے اور دوڑا کر

گاڑی کو گھر تک پہنچایا - لوگوں میں اسقدر جوش تھا باوجود پولیس کی موجودگی کے وہ دُور تک گاڑی کے پیچھے بھاگے - دوسرے دن آپ قادیان واپس تشریف لے آئے۔

دسمبر ۱۹۰۵ء میں آپ کو الہام ہُوا کہ آپ کی وفات قریب ہے - جس پر آپنے ایک رسالہ الوصیت لکھ کر اپنی تمام جماعت میں شائع کر دیا اور اس میں جماعت کو اپنی وفات کے قرب کی خبر دی اور انکو تسلی دی اور الہام الٰہی کے ماتحت ایک مقبرہ بنائے جانے کا اعلان فرمایا اور اس میں دفن ہونیوالوں کے لیئے یہ شرط مقرر کی کہ وہ اپنی تمام جائداد کا دسواں حصہ اشاعت اسلام کے لیئے دیں اور تحریر فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بشارت دی ہے کہ اس مقبرہ میں صرف وہی دفن ہو سکیں گے جو جنتی ہونگے اور اُن اموال کی حفاظت کے لیئے جو اس مقبرہ میں دفن ہونیکے لیئے لوگ بغرض اشاعت اسلام دیں ایک انجمن مقرر فرمائی - اس انتظام کے علاوہ یہ بھی پیشگوئی کی کہ جماعت کی حفاظت اور اسکو سنبھالنے کے لیئے خدائے تعالیٰ خود میری وفات کے بعد اسی طرح انتظام کرے گا جس طرح کہ پہلے نبیوں کے بعد کرتا رہا ہے اور ایسے لوگوں کو کھڑا کرتا رہے گا جو جماعت کی نگرانی اُسی طرح کرینگے جس طرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے کی تھی - سلسلہ کی ضروریات تعلیمی و تبلیغی کیلیئے الوصیت کی اشاعت تک مدرسہ اور میگزین کی انتظامی کمیٹیاں تھیں اور مقبرہ بہشتی کے لیئے ایک جدید انجمن تجویز ہوئی مگر خدام کی درخواست پر ۱۹۰۶ء کے دسمبر میں آپنے اس انجمن کے بجائے جسے وصیتوں کے اموال کی حفاظت کیلیئے مقرر کیا تھا ایک ایسی انجمن قائم کر دی جسکے سپرد دینی اور دنیاوی تعلیم کے مدارس - ریویو آف ریلیجنز مقبرہ بہشتی وغیرہ سب متفرق کام کر دیئے اور مختلف انجمنوں کے بجائے ایک ہی صدر انجمن قائم کر دی۔

۱۹۰۷ء میں ستمبر کے مہینے میں آپ کا لڑکا مبارک احمد اُس پیشگوئی کے مطابق جو اسکی پیدائش کے وقت ہی چھاپکر شائع کر دی گئی تھی - ساڑھے آٹھ سال کی عمر میں فوت ہوگیا - اسی سال صدر انجمن کی مختلف شہروں میں شاخیں قائم کر نیکی

تجویز کی گئی۔ دو مرد اور ایک عورتیں امریکن آپ سے ملنے کے لئے آئے جن سے دیر تک آپنے گفتگو فرمائی اور انہیں مسیح کی بعثت ثانیہ کی حکمت اور اصلیت سمجھائی۔ اس سال پنجاب میں کچھ ایجیٹیشن پیدا ہو گیا۔

اسپر آپنے اپنی جماعت کو گورنمنٹ کا ہر طرح وفادار رہنے کی تاکید فرمائی اور مختلف جگہ پر آپ کی جماعت نے اس شورش کے فرو کرنے میں بلا کسی لالچ کے خدمت کی۔

دسمبر میں آریوں نے لاہور میں ایک مذہبی کانفرنس منعقد کی اور سب مذاہب کے لوگوں کو اس میں شامل ہونے کی دعوت دی۔ لیکن یہ شرط رکھی کہ کسی مذہب کے پیرووں کو دوسرے مذہب پر حملہ کرنیکی اجازت نہ ہوگی اور خود بھی اسی شرط کی پابندی کا اقرار کیا۔ آپ سے بھی اس میں شامل ہونے کی درخواست کی گئی تو آپنے اُسی وقت کہدیا کہ مجھے تو اس تجویز میں دھوکے کی بُو آتی ہے لیکن پھر بھی حجت پُوری کرنے کے لیئے ایک مضمون لکھ کر اس میں پڑھنے کے لیئے بھیجدیا۔ اس مضمون میں آپنے بڑے زور سے آریوں کو صلح کی دعوت دی اور نہایت نرمی سے صرف اسلام کی خوبیاں انکے سامنے پیش کیں۔ ہماری جماعت کے قریباً پانسو آدمی ٹکٹ خرید کر اس کانفرنس میں شامل ہوتے رہے۔ اور ہمارے باعث دوسرے مسلمان بھی شامل ہوتے رہے لیکن جب آریوں کی باری آئی تو انہوں نے نہایت گندہ طور پر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیں اور بُرے سے بُرے الفاظ حضور کی نسبت استعمال کیئے۔ لیکن ہم لوگ آپ کی تعلیم کے ماتحت خاموشی سے انکے لیکچروں کو سُنتے رہے اور کسی نے اُٹھ کر اتنا بھی نہیں کہا کہ ہم سے وعدہ خلافی کی گئی ہے۔

۲۱۔ مارچ ۱۹۰۸ء میں سر ولسن صاحب بہادر فنانشیل کمشنر صوبہ پنجاب قادیان تشریف لائے چونکہ یہ پہلا موقعہ تھا کہ پنجاب کا ایک ایسا معزز اعلیٰ عہدیدار قادیان آیا۔ آپنے تمام جماعت کو انکے استقبال کرنے کا حکم دیا اور اپنی سکول گراؤنڈ میں انکا خیمہ لگوایا۔ اور انکی دعوت بھی کی۔ چونکہ آپ کی نسبت آپکے مخالفین نے مشہور کر رکھا تھا

کہ آپ در پردہ گورنمنٹ کے مخالف ہیں کیونکہ افسران بالا سے باوجود اپنے قدیم خاندانی تعلقات کے کبھی نہیں ملتے آپ نے عملی طور پر اس اعتراض کو دور کر دیا اور فنانشیل کمشنر صاحب سے ملاقات کیلئے خود بھی تشریف لیگئے۔ اسوقت آپکے ساتھ سات آٹھ آدمی آپکی جماعت کے بھی تھے۔ صاحب ممدوح نے نہایت تکریم کے ساتھ اپنے خیمہ کے دروازہ پر حضرت مسیح موعودؑ کو ریسیو کیا اور آپ سے مختلف امور آپکے سلسلہ کے متعلق دریافت کرتے رہے۔ لیکن اس تمام گفتگو میں ایک بات خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ اُن دنوں میں **مسلم لیگ** نئی نئی قائم ہوئی تھی اور حکام انگریزی اس کی کونسٹی ٹیوشن پر ایسے خوش تھے کہ ان کے خیال میں کانگریس کے نقائص دُور کرنے میں یہ ایک زبردست آلہ ثابت ہوگی اور بعض حکام رؤساء کو اشارۃً اسمیں شامل ہونے کی تحریک بھی کرتے تھے۔ فنانشیل کمشنر صاحب بہادر نے بھی بر سبیل تذکرہ آپؑ سے مسلم لیگ کا ذکر کیا اور اسکی نسبت آپؑ کی رائے دریافت کی۔ آپنے فرمایا میں اسے پسند نہیں کرتا۔ فنانشیل کمشنر صاحب بہادر نے اسکی خوبی کا اقرار کیا۔ آپنے فرمایا کہ یہ راہ خطرناک ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ اسے کانگریس پر قیاس نہ کریں۔ اُس کا قیام تو ایسے رنگ میں ہُوا تھا کہ اسکا اپنے مطالبات میں حد سے بڑھ جانا شروع سے ہی نظر آتا تھا۔ لیکن مسلم لیگ کی بنیاد ایسے لوگوں کے ہاتھوں اور ایسے قوانین کے ذریعے پڑی ہے کہ یہ کبھی کانگریس کا رنگ اختیار کر ہی نہیں سکتی اسپر آپکے ایک مرید خواجہ کمال الدین نے جو ووکنگ مشن کے بانی اور رسالہ مسلم انڈیا کے مالک ہیں سر دلسن کی تائید کی اور کہا کہ میں بھی اس کا ممبر ہوں۔ اسکے ایسے قواعد بنائے گئے ہیں کہ اسکے گمراہ ہونے کا خطرہ نہیں مگر دونوں کے جواب میں حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ مجھے تو اس سے بُو آتی ہے کہ ایک دن یہ بھی کانگریس کا رنگ اختیار کرلیگی۔ میں اس طرح سیاست میں دخل دینے کو خطرناک سمجھتا ہوں۔ یہ گفتگو تو اسپر ختم ہوئی۔ لیکن ہر ایک سیاسی واقعات کا مطالعہ کرنیوالا جانتا ہے کہ آپ کا خیال کس طرح لفظ بلفظ پورا ہُوا۔

اسی سال ۲۹ - مئی کو بوجہ والدہ صاحبہ کی بیماری کے آپکو لاہور جانا پڑا۔ جس دن قادیان سے چلنا تھا اس رات کو الہام ہوا۔ "مباش ایمن از بازیٔ روزگار" یعنی حوادث زمانہ سے بے خوف مت ہو۔ اسپر آپنے فرمایا کہ آج یہ الہام ہوا ہے جو کسی خطرناک حادثہ پر دلالت کرتا ہے۔ اتفاق سے اسی رات میرے چھوٹے بھائی مرزا شریف احمد بیمار ہو گئے۔ اس لیئے اُس دن کا چلنا ملتوی کیا گیا دوسرے دن گھر کے بعض اور آدمی بھی بیمار ہو گئے۔ لیکن جس طرح سے ہوسکا روانہ ہوئے جب بٹالہ پہنچے جو قادیان کا سٹیشن ہے تو وہاں معلوم ہوا کہ بوجہ سرحد کی شورش کے گاڑیاں کافی نہیں۔ اسلیئے گاڑی ریزرو نہیں ہوسکی۔ وہاں دو تین دن انتظار کرنا پڑا۔ آپنے اپنے گھر میں فرمایا کہ اِدھر الہام متوحش ہوا ہے اُدھر اللہ تعالےٰ کی طرف سے روکیں پڑ رہی ہیں۔ بہتر ہے کہ یہیں بٹالہ میں کچھ عرصہ کے لیئے ٹھیر جائیں۔ آب و ہوا تبدیل ہو جائے گی۔ علاج کے لیئے کوئی لیڈی ڈاکٹر یہیں بلوالی جائے گی۔ لیکن انہوں نے اصرار کیا کہ نہیں لاہور ہی چلو۔ آخر دو تین دن کے انتظار کے بعد آپ لاہور تشریف لے گئے۔ آپکے پہنچتے ہی تمام لاہور میں ایک شور پڑ گیا اور حسب دستور مولوی لوگ آپ کی مخالفت کے لیئے اکٹھے ہو گئے۔ جس مکان میں آپ اُترے ہوئے تھے اسکے پاس ہی ایک میدان میں آپکے خلاف لیکچروں کا ایک سلسلہ شروع ہوا جو روزانہ بعد نماز عصر سے لیکر رات کے نو دس بجے تک جاری رہتا۔ ان لیکچروں میں گندی سے گندی گالیاں آپ کو دیجاتیں اور چونکہ آپکے مکان تک پہنچنے کا یہی راستہ تھا آپکی جماعت کو سخت تکلیف ہوتی لیکن آپنے سب کو سمجھا دیا کہ گالیوں سے ہمارا کچھ نہیں بگڑتا تم لوگ خاموش ہوئے پاس سے گذر جایا کرو۔ اُدھر دیکھا بھی نہ کرو چونکہ اس دفعہ لاہور میں کچھ زیادہ رہنے کا ارادہ تھا اسلیئے جماعت کے احباب چاروں طرف سے اکٹھے ہو گئے تھے اور ہر وقت ہجوم رہتا تھا۔ اور لوگ بھی آپسے ملنے کے لیئے آتے رہتے تھے۔

چونکہ رؤساء ہند بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ ساری دنیا کے ہی رؤساء دین سے نسبتاً غافل ہوتے ہیں اسلیئے آپنے انکو کچھ سنانے کے لیئے یہ تجویز فرمائی کہ لاہور کے ایک غیر احمدی رئیس کی طرف سے جو آپکا بہت معتقد تھا رؤساء کو دعوت دی اور دعوت طعام سے پہلے کچھ تقریر فرمائی۔ تقریر کسی قدر لمبی ہوگئی۔ جب گھنٹے کے قریب گذر گیا تو ایک شخص نے ذرا گھبراہٹ کا اظہار کیا اسپر بہت سے لوگ بول اُٹھے کہ کھانا تو ہم روز کھاتے ہیں لیکن یہ کھانا (غذائے روح) تو آج ہی میسر ہوا ہے۔ آپ تقریر جاری رکھیں چنانچہ دو ڈھائی گھنٹے تک آپ کی تقریر ہوتی رہی۔ اس تقریر کی نسبت لوگوں میں مشہور ہوگیا کہ آپنے اپنا دعوائے نبوت واپس لے لیا۔ لاہور کے اُردو روزانہ اخبار عام نے بھی یہ خبر شائع کردی۔ اسپر آپنے اُسی وقت اسکی تردید فرمائی اور لکھا کہ ہمیں دعوائے نبوت ہے اور ہم نے اسے کبھی واپس نہیں لیا۔ ہمیں صرف اس بات سے انکار ہے کہ ہم کوئی نئی شریعت لائے ہیں شریعت وہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے۔

آپکو ہمیشہ دستوں کی شکایت رہتی تھی۔ لاہور تشریف لانے پر یہ شکایت زیادہ ہوگئی اور چونکہ ملنے والوں کا ایک تانتا بندھا رہتا تھا اسلیئے طبیعت کو آرام بھی نہ ملا۔ آپ اسی حالت میں تھے کہ الہام ہوا اَلرَّحِیْلُ ثُمَّ الرَّحِیْل یعنی کوچ کرنے کا وقت آگیا پھر کوچ کرنے کا وقت آگیا۔ اس الہام پر لوگوں کو تشویش ہوئی لیکن فوراً قادیان سے ایک مخلص دوست کی وفات کی خبر پہنچی اور لوگوں نے یہ الہام اسکے متعلق سمجھا اور تسلی ہوگئی۔ لیکن آپسے جب پوچھا گیا تو آپنے فرمایا کہ نہیں یہ سلسلہ کے ایک بہت بڑے شخص کی نسبت ہے وہ شخص اس سے مراد نہیں۔ اس الہام سے گھبرا کر والدہ صاحبہ نے ایکدن فرمایا کہ چلو واپس قادیان چلیں۔ آپنے جواب دیا کہ اب واپس جانا ہمارے اختیار میں نہیں۔ اب اگر خدا ہی لیجائے گا تو جا سکیں گے۔ مگر باوجود ان الہامات اور بیماری کے آپ اپنے کام میں لگے رہے۔ اور اس بیماری ہی میں ہندوؤں اور

مسلمانوں میں صلح و آشتی پیدا کرنے کیلئے آپنے ایک لیکچر دینے کی تجویز فرمائی اور لیکچر لکھنا شروع کر دیا اور اسکا نام **پیغام صلح** رکھا۔ اس سے آپکی طبیعت اور بھی کمزور ہوگئی اور دستوں کی بیماری بڑھ گئی۔ جس دن یہ لیکچر ختم ہونا تھا اس رات الہام ہوا "مکن تکیہ بر عمر ناپائدار" یعنی نہ رہنے والی عمر پر بھروسہ نہ کرنا۔ آپنے اسی وقت یہ الہام گھر میں سنا دیا اور فرمایا کہ ہمارے متعلق ہے۔ دن کو لیکچر ختم ہوا اور چھپنے کے لیے دیدیا گیا۔ رات کو آپکو دست آیا اور سخت ضعف ہو گیا۔ والدہ صاحبہ کو جگایا۔ وہ اٹھیں تو آپ کی حالت بہت کمزور تھی۔ انہوں نے گھبرا کر پوچھا کہ آپ کو کیا ہوا ہے۔ فرمایا وہی جو میں کہا کرتا تھا یعنی (بیماری موت)۔ اسکے بعد پھر ایک اور دست آیا۔ اس سے بہت ہی ضعف ہو گیا۔ فرمایا مولوی نورالدین صاحب کو بلواؤ۔ (مولوی صاحب جیسا کہ اوپر لکھا گیا بہت بڑے طبیب تھے)۔ پھر فرمایا کہ محمود (مصنف رسالہ ہذا) اور میر صاحب (آپ کے خسر) کو جگاؤ۔ میری چارپائی آپ کی کے نیچے تھوڑی ہی دور تھی مجھے جگایا گیا۔ اٹھکر دیکھا تو آپ کو کرب بہت تھا۔ ڈاکٹر بھی آگئے تھے۔ انہوں نے علاج شروع کیا۔ لیکن آرام نہ ہوا۔ آخر انجکشن کے ذریعے بعض ادویات دی گئیں اسکے بعد آپ سو گئے۔ جب صبح کا وقت ہوا۔ اٹھے اور اٹھ کر نماز پڑھی۔ گلا بالکل بیٹھ گیا تھا۔ کچھ فرمانا چاہا لیکن بول نہ سکے۔ اسپر قلم دوات طلب فرمائی لیکن لکھ بھی نہ سکے۔ قلم ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ اسکے بعد لیٹ گئے اور تھوڑی ہی دیر کے بعد غنودگی سی طاری ہو گئی اور قریباً ساڑھے دس بجے دن کے آپ کی روح پاک اس شہنشاہ حقیقی کے حضور حاضر ہو گئی جسکے دین کی خدمت میں آپؑ نے اپنی ساری عمر صرف کر دی تھی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ بیماری کے وقت ایک ہی لفظ آپ کی زبان مبارک پر تھا اور وہ لفظ **اَللّٰہ** تھا۔

آپ کی وفات کی خبر بجلی کی طرح تمام لاہور میں پھیل گئی۔ مختلف مقامات

کی جماعتوں کو تاریں دیدی گئیں اور اسی روز شام کے یا دوسرے دن صبح کے اخبارات کے ذریعے کل ہندوستان کو اس عظیم الشان انسان کی وفات کی خبر ملگئی۔ جہاں وہ شرافت جسکے ساتھ آپ اپنے مخالفوں سے برتاؤ کرتے تھے ہمیشہ یاد رہے گی وہاں وہ خوشی بھی کبھی نہیں بھلائی جاسکتی جس کا اظہار آپکی وفات پر آپکے مخالفوں نے کیا۔ لاہور کی پبلک کا ایک گروہ نصف گھنٹے کے اندر ہی اس مکان کے سامنے اکٹھا ہوگیا جس میں آپ کا جسم مبارک پڑا تھا۔ اور خوشی کے گیت گا گا کر اپنی کور باطنی کا ثبوت دینے لگا۔ بعضوں نے تو عجیب عجیب سوانگ بنا کر اپنی خباثت کا انتہائی ثبوت دیا۔

آپکے ساتھ جو محبت آپکی جماعت کو تھی اس کا حال اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ بہت تھے جو آپ کی نعش مبارک کو صریحاً اپنی آنکھوں کے سامنے پڑا دیکھتے تھے مگر وہ اس بات کو قبول کرنے کے لیئے تو تیار تھے کہ اپنے حواس کو مختل مان لیں لیکن یہ باور کرنا انہیں دشوار و ناگوار تھا کہ انکا حبیب اُن سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیئے جدا ہوگیا ہے۔ پہلے مسیحؑ کے حواریوں اور اس مسیحؑ کے حواریوں کی اپنے مرشد کے ساتھ محبت میں یہ فرق ہے کہ وہ تو مسیحؑ کے صلیب سے زندہ اُتر آنے پر حیران تھے اور یہ اپنے مسیحؑ کے وصال پر ششدر تھے۔ انکی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ مسیح زندہ کیونکر ہے؟ اور انکی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ مسیحؑ فوت کیونکر ہُوا؟۔ آج سے تیرہ سو سال پہلے ایک شخص جو خاتم النبیینؐ ہو کر آیا تھا اسکی وفات پر نہایت سچے دل سے ایک شاعر نے یہ صداقت سے بھرا ہُوا شعر کہا تھا کہ

كنت السواد لناظري فعمي علی الناظر
من شاء بعدك فليمت فعليك كنت احاذر

کہ تُو میری آنکھ کی پتلی تھا تیری موت سے میری آنکھ اندھی ہوگئی۔ اب تیرے بعد کوئی شخص پڑا مرا کرے ہمیں اسکی پروا نہیں کیونکہ ہم تو تیری ہی موت

سے ڈر رہے تھے۔ آج تیرہ سو سال کے بعد اس نبیؐ کے ایک غلام کی وفات پر پھر وہی نظارہ چشم فلک نے دیکھا کہ جنہوں نے اسے پہچان لیا تھا ان کا یہ حال تھا کہ یہ دنیا انکی نظروں میں حقیر ہوگئی اور انکی تمام تر خوشی اگلے جہان میں ہی چلی گئی بلکہ اب تک کہ آٹھ سال گذر چکے ہیں انکا یہی حال ہے اور خواہ صدی بھی گذر جائے مگر وہ دن انکو کبھی نہیں بھول سکتے جبکہ خدائے تعالیٰ کا پیارا رسول انکے درمیان چلتا پھرتا تھا ؛

درد انسان کو بیتاب کر دیتا ہے اور مَیں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کا ذکر کر کے کہیں سے کہیں چلا گیا۔ مَیں نے ابھی بیان کیا ہے کہ ساڑھے دس بجے آپ فوت ہوئے۔ اسی وقت آپکے جسم مبارک کو قادیان پہنچانے کا انتظام کیا گیا اور شام کی گاڑی میں ایک نہایت بھاری دل کے ساتھ آپکی جماعت لاش کو لیکر روانہ ہوئی اور آپ کا الہام پورا ہوا جو قبل از وقت مختلف اخبارات میں شائع ہو چکا تھا کہ "انکی لاش کفن میں لپیٹ کر لائے ہیں"۔ بٹالہ پہنچکر آپ کا جنازہ فوراً قادیان پہنچایا گیا اور قبل اسکے کہ آپکو دفن کیا جاتا قادیان کی موجودہ جماعت نے (جن میں کئی سو قائم مقام باہر کی جماعتوں کا بھی شامل تھا) بالاتفاق آپکا جانشین اور خلیفہ حضرت مولوی حاجی نور الدین صاحب بھیروی کو تسلیم کر کے انکے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اور اس طرح الوصیت کی وہ شائع شدہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکرؓ کھڑے کیئے گئے تھے میری جماعت کے لیئے بھی خدائے تعالیٰ اسی رنگ میں انتظام فرمائیگا۔ اس کے بعد خلیفۂ وقت نے آپؑ کا جنازہ پڑھا اور دوپہر کے بعد آپؑ دفن کیئے گئے اور اس طرح آپؑ کا وہ الہام کہ (ستائیس کو ایک واقعہ ہمارے متعلق) جو دسمبر ۱۹۰۲ء میں ہوا اور مختلف اخبارات میں شائع ہو چکا تھا پورا ہوا۔ کیونکہ ۲۶۔ مئی کو آپ فوت ہوئے اور ۲۷۔ تاریخ کو آپؑ دفن کیئے گئے۔ اور اس الہام کے ساتھ ایک اور

الہام بھی تھا جس سے اس الہام کے معنی واضح کر دیئے گئے تھے اور وہ الہام تھا "وقت رسید" یعنی تیری وفات کا وقت آگیا ہے ۔

آپ کی وفات پر انگریزی اور دیسی ہندوستان کے سب اخبارات نے باوجود مخالفت کے اس بات کا اقرار کیا کہ اس زمانہ کے آپ ایک بہت بڑے شخص تھے ۔

جہاد پر گفتگو

ذیل کا مضمون الحکم جلد ۸ بابت ۱۹۰۷ء سے لیا جاتا ہے امید ہے کہ وہ لوگ جو جہاد کی غلط تعلیم کو سچا اسلام سمجھتے ہیں اور گورنمنٹ انگلشیہ جیسی محسن و عادل حکومت کے خلاف بھی جہاد کو ناجائز نہیں سمجھتے اسے غور سے مطالعہ فرمائیں گے۔ مضمون ہذا میں مسلمانوں سے صرف وہی لوگ مراد ہیں جو جہاد کے غلط عقیدہ کو جزو اسلام سمجھتے اور ایسے مہدی کے منتظر ہیں جسکی تلوار تمام کفار کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کریگی اور انکار کرنیوالوں کو زندگی سے محروم کریگی۔ (ایڈیٹر)

حضرت مسیح موعود امام زمان علیہ السلام کی مخالفت جو اکثر نافہم مسلمان کر رہے ہیں اُسکی سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ حضرت اقدسؑ انکے خیالی جہاد کی مخالفت میں اپنی تعلیم بیان کرتے ہیں حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کی فطرت میں گورنمنٹ محسنہ برطانیہ کی خیرخواہی اور وفاداری موجود ہے اور انہوں نے کوئی ایک بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا جبکہ انہوں نے جہاد کی اس غلط فہمی کو دور کرنے کی کوشش نہ کی ہو جو مسلمانوں کی بدقسمتی سے بعض پرانے فیشن کے علماء کے دل میں بیٹھی ہوئی ہے اور یہی وجہ ہے کہ حضرت اقدسؑ نے اپنی تعلیم اور شرائط بیعت میں گورنمنٹ برطانیہ سے جہاد کا خیال بھی ایک

ناقابل عفو گناہ قرار دیا ہے اور ہم اپنے ہادی کی تعلیم کے مطابق گورنمنٹ برطانیہ کو اولوالامر میں داخل کرتے ہیں اور اس اولوالامر کی اطاعت بھی خدا کا حکم سمجھکر کرتے ہیں۔ بے شک یہ گورنمنٹ اسی قابل ہے کہ اسکو ہم بجائے مہربان والدہ کے خیال کریں۔ ہمارا جان و مال ہماری عزتیں خدا تعالیٰ نے اس محسن گورنمنٹ کے ذریعہ محفوظ کردی ہیں اور ہمیں آزادی بخشی کہ ہم اُن سچی اور پاک آیتوں کو جو ہمارا امام لیکر آیا ہے مشتہر کرسکیں اور محض اس گورنمنٹ کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے ہمکو ان درندہ طبع لوگوں سے بچایا جو ہمارے خون حلال جانتے ہیں اور ہمارے مال و اسباب تک چھین لینے میں ثواب سمجھتے ہیں میں آج جہاد پر گفتگو کرونگا کیونکہ ہمارا فرض ہے کہ اس غلط فہمی کو جو اکثر مسلمانوں میں پھیلی ہوئی ہے ہمیشہ دُور کرتا رہوں اور گورنمنٹ برطانیہ کی سچی خیرخواہی لوگوں کے دلوں میں بٹھاؤں۔ میں جہاد پر پوری بحث کرونگا جس سے معلوم ہو جائیگا کہ ہرگز ہرگز گورنمنٹ برطانیہ سے جہاد کا خیال دل میں نہیں لانا چاہیئے÷

اے مسلمانو۔ تم گورنمنٹ برطانیہ سے کیوں جہاد کرو؟ کیا اولوالامر اور مہربان مادر سے بھی جہاد جائز ہے؟ کیا تم خدا کے اُن احسانوں کو بھی بھول گئے جو اُس نے گورنمنٹ برطانیہ کے ذریعہ سے تم پر کیئے ہیں؟ پنجاب کی کیا حالت تھی وہاں کے مسلمانوں کو خدا نے کس کے ذریعہ سے آزادی دلوائی؟ مرہٹوں کی سختی اور ظلم سے کس کے ذریعہ چھٹکارا ملا۔ یہ موجودہ مذہبی آزادی تمھیں کس سے ملی؟ کیا تم اُن احسانوں کو اتنا جلد بھول جاؤ گے! افسوس ایسی حالت میں جہاد کا خیال شرم! شرم!! شرم!!! اور مسیح موعودؑ کو تو ایسے وقت میں آنا ہی تھا کہ جہاد کرنے کی ضرورت ہی نہ ہووے جب ہی تو ایسی گورنمنٹ کے سایۂ عاطفت میں ہم مسلمانوں کو پیدا کیا اور یہیں مسیح موعودؑ بھی مبعوث ہوئے÷ میرے مخالفو! تم یہ کیا کہتے ہو کہ مسیح موعودؑ جہاد کیوں نہیں کرتا؟ وہ جہاد کرے

توکس سے کرے؟ مَیں تو کوئی وجہ نہیں پاتا کہ جس سے مسیح موعودؑ کو کسی سے عموماً اور گورنمنٹ برطانیہ سے خصوصاً جہاد کرنا ضروری ہو بلکہ اگر وہ جہاد کرنیکا خیال بھی کریں تو گنہگار ہونگے کیونکہ حدیث میں انکے لئے یضع الحرب وغیرہ وغیرہ آچکا ہے کیا یہ ضروری ہے کہ مامور من اللہ وحشیوں کی طرح بغیر وجہ لڑتا پھرے اور آخر مارا جائے یا فتحمند ہو؟ بھائیو! اسلامی جہاد کا حکم بلاوجہ نہیں ہُوا بلکہ جب ہزاروں طرح کی تکلیفیں آنحضرتؐ کو اور مسلمانوں کو پہنچ چکی تھیں تو محض امن قائم کرنیکے لئے مسلمانوں کو تلوار اُٹھانے کا حکم ہُوا تھا تو کیا اس گورنمنٹ برطانیہ نے امن قائم رکھنے میں کسی طرح کی کسر باقی رکھی ہے جو مسیح موعودؑ یا کسی مسلمان کو جہاد کا اعلان دینے کی ضرورت پیش آوے ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ اس گورنمنٹ نے امن کا وہ نمونہ دکھلایا ہے کہ جس کی مثال ابتدائے دنیا سے آجتک ملنا ناممکن ہے اور نہ اس سے بڑھ کر امن کی حالت عقل تجویز کر سکتی ہے تو پھر کوئی دیوانہ ہُوا ہے جو جہاد کرنیکے لئے اُٹھے اور اگر یہ کہو کہ اسلام پھیلانے کے لئے تو یہ ناجائز ہے اس سے لازم آتا ہے کہ اسلام میں بزور شمشیر مذہب منوانا جائز ہے اور یہ محض جھوٹا الزام ہے اور تم کو ایسی باتوں سے بچنا چاہیئے اسلام میں ہرگز ہرگز زبردستی مذہب پھیلانے کا حکم نہیں ہے۔ سنو! اور غور سے سنو۔

(۱) اگر اسلام میں بزور شمشیر زبردستی مذہب منوانیکا حکم ہوتا تو خدا یہ نہ فرماتا کہ ”دین میں زبردستی نہیں“ اور یہ کہ ”تو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کافروں پر جبر کرنیوالا نہیں“ اور یہ کہ ”خدا کے راستہ پر حکمت اور وعظ اور اچھی نصیحت سے بلا“ یہ نہیں کہ زبردستی بزور شمشیر۔ اور یہ کہ ”تُو انپر کڑوڑا نہیں“ اور ”تجھ کو سوائے حکم کے پہنچادینے کے اور کوئی کام نہیں“۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ اسلام میں زبردستی مذہب منوانے کا حکم نہیں اگر حکم ہوتا تو خدا اسکے خلاف کیوں فرماتا۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ مکہ میں مصلحت وقت کیلئے حکم ہُوا تھا لیکن جب آپؐ مدینہ میں آئے تو یہ حکم جاتا رہا اور قتال کا حکم آیا اس سے بڑھ کر اسلام پر اتہام

نہیں ہو سکتا۔ خدا کا حکم نہ ہوا کسی دھوکے باز گورنمنٹ کی پالیسی ہوئی یا تمھارے جیسے گرگو کے دل کا کھوٹ کہ جب مکّہ میں کمزوری دیکھی تو یہ پٹی پڑھائی کہ نہیں مَیں لڑائی نہیں چاہتا مَیں صلح کے ذریعہ سے اسلام پھیلاتا ہوں اور اسلام میں زبردستی نہیں (اور دل میں یہ تھا کہ اچھا یار و ذرا مدینہ تو جانے دو پھر دیکھنا مَیں تمھاری کیسی خبر لیتا ہوں) اور جب مدینہ آئے تو سارے قول و قرار بھول گئے اور لگے مار دھاڑ کرنے کہ مسلمان ہو جاؤ نہیں تو تمھاری جان اور عزّت کی خیر نہیں۔ خیر اس کا بھی جواب دیتا ہوں دیکھو اور غور کرو۔

اوّل تو یہ کہ انہی سورتوں میں سے جن آیتوں کا ترجمہ مَیں نے لکھا ہے سورۂ نور اور سورۂ بقرہ ہجرت کے بعد مدینہ میں نازل ہوئیں جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بخوبی قوت ہو گئی تھی۔ انہی سورتوں میں حکم ہے "وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنَ" ترجمہ۔ اور پیغمبر پر حکم کو صاف صاف پہنچا دینے کے سوا۔ اور کچھ بھی نہیں (سورۂ نور) اور لَا اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ دین کے باب میں کسی قسم کی زبردستی نہیں (سورۂ بقر) اور لگے

ہاتھ اس کا شانِ نزول بھی دیکھ لو۔

شام سے ایک عیسائی پادری مدینہ میں آیا اور ایک صحابی کے دو لڑکے اس کی صحبت میں آنے جانے لگے آخر وہ عیسائی دونوں لڑکوں کو بہکا کر شام کو لے گیا اُس صحابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پوچھا کہ اگر حکم ہو تو مَیں ان لڑکوں کو زبردستی واپس لے آؤں تو یہ آیت اُتری لَا اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ۔ اب کہو اس سے بڑھ کر اور کیا آزادیِ مذہب کی دلیل ہو گی کہ مسلمانوں کے لڑکے عیسائی ہو جائیں اور اُنکا باپ انکو لانے کی اجازت چاہے اور خدا فرماوے کہ لَا اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ۔

مخالفو! دیکھو اسکو بھی اپنے منافقانہ خیال سے پالیسی نہ بنا دینا وَاتَّقُوا اللّٰهَ۔

دوسرے یہ کہ خدا کے احکام جو بطور اصل اصول کے نازل ہوئے ہیں وہ جگہ کی تبدیل یا قوّت اور ضعف کی وجہ سے تبدیل نہیں ہو سکتے۔ خدا کا حکم یہ ہے کہ زبردستی کسی کو مسلمان نہیں کیا جا سکتا پس جب آنحضرت؂ مکّہ میں تھے اُسوقت بھی کوئی شخص

زبردستی مسلمان نہیں ہو سکتا تھا اور جب آپ مدینہ میں تشریف لائے تو لڑائی کا حکم ہُوا مگر وہ لڑائیاں لوگوں کو زبردستی سے اور ہتھیاروں کے زور سے مسلمان کرنے کے لئے نہ تھیں بلکہ امن قائم کرنیکے لیئے تھیں جنکو ہم آگے چلکر بتفصیل بیان کرینگے *

اور علاوہ اسکے کسی کا یہ کہنا کہ یہ سب اُسوقت کا حکم ہے جبکہ مسلمان کمزور تھے مگر پھر جب قوت ہوگئی تو آیت قتال زبردستی مذہب قبول کروانے کیلیئے نازل ہوئی۔ تو اس سے قرآن مجید میں اختلاف لازم آتا ہے۔ خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۔ وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا۔ تو کیا یہ قرآن کے مطالب میں غور نہیں کرتے کہ کہیں سرمو فرق نہیں اور اگر قرآن خدا کے سوا کسی اور کے پاس سے آیا ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے۔ اختلاف بتانا گویا دوسرے لفظوں میں قرآن کے منجانب اللہ ہونے سے انکار کرنا ہے انہی اندھوں کے لیئے یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ آیا ہے * (باقی آیندہ انشاء اللہ تم)

کامل مذہب نمبر (۸)

(رقم زدہ پروفیسر عطاء الرحمن ایم۔ اے)

(انگریزی سے ترجمہ کیا گیا)

صورت طلاق خود جلدبازانہ علیحدگی میں ایک روک ہے

اس امر کے متعلق اسلامی قانون کے مطالعہ کرنیوالے پر یہ بات روشن ہو جائیگی کہ رسول کریم صلعم نے اختیار طلاق کے عمل میں لانے کے متعلق بعض ایسی شرطیں لگائی ہیں جو ایک طرف تو اس اختیار سے نامناسب اور جابرانہ طریق پر کام لینے میں رکاوٹیں پیدا کرتی ہیں اور دوسری طرف فریقین کو اگر وہ چاہیں تو مصالحت کے لیئے بہتیرے موقعے دیتی ہیں۔ طلاق کی بہت سی صورتوں میں سے جن کو شریعت اسلامی جائز رکھتی ہے۔ احسن وہ صورت ہے کہ خود پیغمبر خدا صلعم کی منظوری کی مہر اپنے ساتھ رکھتی

ہے۔ طلاق کی اس صورت کیلئے[۵۱] حسب ذیل شرائط ہیں جن میں سے ہر ایک کی غرض یہی ہے کہ دائمی علیحدگی نہ ہونے پائے:۔

(۱) پہلی شرط[۵۲] تو یہ ہے کہ شوہر صرف ایک ہی دفعہ طلاق کا لفظ استعمال کرے۔ اس قید سے غرض یہ ہے کہ اگر اس نے محض بے سوچے سمجھے یا اشتعال کی حالت میں بیوی کے ماہواری ایام کے زمانہ میں طلاق دی ہو تو بعد میں جب اسکو ہوش آجائے وہ طلاق کو منسوخ کر سکے اور یہ کہ وہ بغیر اختیار رجوع کے عمل میں لائے ہوئے اس مدّت کے اختتام پر دوبارہ اس سے شادی کر سکے۔

(۲) طلاق اُسوقت دیجائے کہ جب بیوی طہر کی حالت میں ہو اور ہمبستری میں کوئی مانع نہ ہو۔ اگر طلاق اُسوقت[۵۳] دیجائے جبکہ بیوی حیض کی حالت میں ہو۔ لیکن

(۳) شوہر کو چاہیئے کہ طلاق دینے کے بعد تین مہینے تک اپنی بیوی سے ہمبستر نہ ہو۔[۵۴]

---

[۵۱] طلاق کی یہ صورت فتاویٰ عالمگیری میں اس طرح بیان کی گئی ہے فاحسن ان یطلق امراتہ واحدۃ رجعیۃ فی طہر لم یجامعہا فیہ ثم یترکہا حتّٰی تنقضی عدتہا او کانت حاملاً قد استبان حملہا۔

[۵۲] اس شرط کی غرض کی تشریح امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں فرمائی ہے۔ لان الطلقۃ الواحدۃ بعد العدۃ تفید المقصود ویستفید بہا الرجعۃ ان ندم فی العدۃ و تجدید النکاح ان اراد بعد العدۃ۔ دیکھو احیاء العلوم جلد ۲ صفحہ ۳۹۔

[۵۳] امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ فان الطلاق فی الحیض او الطہر الذی جامع فیہ بدعی حرام۔

[۵۴] یہ تین مہینے مدت کے ہیں جنکی پابندی ایسی بیویوں پر ضروری ہے جنکے ساتھ خلوت صحیحہ ہو چکی ہو بطلقہ عورتوں کو تین حیض تک انتظار کرنا چاہیئے (قرآن کریم ۲ - ۲۲۸) لفظ قروء سے بعضوں نے حیض سمجھا ہے اور بعضوں نے حیض کے بعد طہر۔ موخر الذکر معنے صحیح معلوم ہوتے ہیں اور انکی تائید حضرت عائشہ رضؓ کے اس قول سے ہوتی ہے کہ انما الاقراء الاطہار۔

ایک مستند حدیث ہے جس سے آخر کی دو شرطوں کی حکمت پر خوب روشنی پڑتی ہے۔

عبداللہ بن عمرؓ نے اُسوقت اپنی بیوی کو طلاق دی جبکہ وہ حیض کی حالت میں تھیں۔ اس معاملہ کی خبر پیغمبر خدا صلعم کو ہوئی تو آپ انکی اس خفیف الحرکاتی پر بہت ناراض ہوئے اور فرمایا۔ "اُسے چاہیئے کہ وہ اسے واپس کرے اور اپنے پاس رکھے یہاں تک کہ وہ طہر کیحالت میں ہو اور پھر اُسے حیض آئے اور پھر وہ طاہر ہو۔ اگر اُسوقت وہ مناسب سمجھے اُسے طلاق دے لیکن وہ طلاق اُسی وقت دے جب وہ طہر کی حالت میں ہو اور یہی وہ عدت ہے جس میں خدا نے طلاق کی اجازت دی ہے۔ مشکوٰۃ کا فاضل شارح اس حدیث کی نسبت کہتا ہے[1] کہ اس شرط سے غرض یہ ہے کہ شوہر بے دھڑک اور عاجلانہ طور پر اسوجہ سے طلاق نہ دے کہ حیض کی وجہ سے اُسکے دل میں ایک انقباض پیدا ہوگیا ہے۔ اور ہمبستری سے رُکے رہنے کے لیئے ایک بڑی مُدت مُعیّن[2] کر کے اُسی موقع دیا ہے کہ طلاق کے فیصلہ پر نظر ثانی کرے۔ ممکن ہے کہ وہ نادم ہو اور عدت کے اختتام سے پہلے رجوع کے حق کو نافذ کرے۔

اس انتظار کی مُدت میں نکاح فریقین میں قائم رہتا ہے اور شوہر کا ازدواجی اختیار بیوی پر باقی رہتا ہے۔ لہذا وہ بیوی کے پاس بلا اسکی اجازت کے بھی جا سکتا ہے اور اسکے ساتھ اس طرح سلوک کر سکتا ہے جس طرح بیوی کے ساتھ کرنا چاہیئے۔ لیکن یہ فی الحقیقت رجوع کے اختیار کو عمل میں لانا ہے۔ عدت کے زمانہ میں شوہر اس امر کا شرعاً پابند ہے کہ بیوی کو اپنے گھر میں رکھے۔ گو علیحدہ کوٹھری میں۔ اور اُسے نان و نفقہ دے۔ قرآنی قانون اسکے متعلق بہت صاف ہے۔ "اے پیغمبر اگر تمھیں اپنی بیویوں کو طلاق

---

[1] انکے الفاظ یہ ہیں۔ وایں حدیث دلیل است بر حرام بودن طلاق در حالت حیض بجہت آنکہ مبادا طلاق از جہت کراہت طبیع ونفرت آں دادہ باشد نہ کہ برائے مصلحتے کہ دیدہ است ودر حالت طہر ایں احتمال منفی ست۔

[2] امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ "انما امرہ بالصبر بعد الرجعۃ طہرین لئلا یکون مقصود الرجعہ الطلاق۔

دینا ہو تو وقت معیّنہ پر دو اور عدّت کا حساب ٹھیک رکھو اور انہیں محتاجی کی تکلیف نہ دو۔ اگر وہ حاملہ ہوں تو وضع حمل تک انکا خرچ برداشت کرو۔ اور اگر وہ تمھاری اولاد کو دودھ پلائیں تو اُنکو اُنکی اُجرت دو اور آپسمیں مروّت کرو اور فیاضی سے کام لو[۵۱]

اگر شوہر نے ایک بلکہ دو مرتبہ بھی طلاق دی ہو اور مدّت معیّنہ تک وہ بیوی سے قربت کرنے سے رُکا ہے اور زوجہ مطلّقہ کے متعلق اختیار رجوع کو کام میں نہ لائے تو عدّت کے اختتام پر رجوع کا اختیار اُسکو حاصل نہیں ہوتا۔ اس صورت میں حقوق و فرائض زناشوئی بالکل منقطع ہوجاتے ہیں اور پھر فریقین کے لیئے ایک جدید نکاح کی ضرورت ہوتی ہے[۵۲]

یہ ظاہر ہے کہ حدیث میں جو صورت طلاق کی بتائی گئی ہے اُس کا منشاہی یہ ہے کہ طلاق کو منسوخ کیا جائے اور فریقین میں پھر صلح کرائی جائے۔ ہاں اگر اس مہلت سے فریقین فائدہ اُٹھانے سے قاصر رہیں اور ایک دوسرے سے علیحدگی کا پختہ ارادہ رکھتے ہوں تو شوہر تیسری بار طلاق دے سکتا ہے اور اس طرح صاف طور پر نکاح فسخ کرسکتا ہے۔ پس زوجہ مطلّقہ اُسپر فوراً حرام ہوجاتی ہے اور شوہر اُس سے پھر عقد نہیں کرسکتا تاوقتیکہ بیوی جائز اور پابند کرنیوالے معاہدہ کی بناپر کسی اور سے نکاح نہ کرے اور باضابطہ تکمیل نکاح کے بعد اُسے دوسرا شوہر طلاق نہ دے اور اس آخری طلاق کے بعد پوری عدّت نہ گذر جائے۔[۵۳]

اس سخت شرط پر منقدوں نے بہت چہ میگوئیاں کی ہیں۔ لیکن وہ اس امر کو نظر انداز کرجاتے ہیں کہ اس شرط کا وجود ہی نہایت قوی ثبوت اس بات کا ہے کہ اصول اسلام طلاق میں مرغوبہ آسانیاں پیدا کرنے کے سرے سے مخالف ہیں۔ اس قاعدہ کے وضع

---

۵۱ قرآن کریم سورۃ الطلاق۔ آیات الغایۃ ۶

۵۲ ایضاً ۲۔ ۲۳۲

۵۳ ایضاً ۲۔ ۲۳۰

کرنے کی یہ غرض تھی کہ انسان کے احساس غیرت کو جوش میں لاکر بالکلیہ نکاح فسخ نہ ہونے دے۔

ہمارا خیال ہے کہ سید امیر علی صاحب نے جو کچھ اس امر کے متعلق فرمایا ہے اسکی نقل کرنے کے لیئے ہمیں کسی معذرت کی ضرورت نہیں ہے۔ "سوطیرہ اور سیڈپلاٹ اسلامی فقہا کے ساتھ اس امر میں متفق ہیں کہ یہ قاعدہ عرب میں کثرت طلاق کو روکنے کی غرض سے وضع کیا گیا تھا۔ سیڈپلاٹ کہتا ہے کہ یہ قاعدہ بڑی حکمت پر مشتمل ہے کیونکہ اس نے عرب کے یہودیوں اور مشرکوں کے لیئے کثرت طلاق کی راہ میں روک پیدا کر کے اختراق کو نادر الوقوع بنا دیا تھا۔ سوطیرہ کا بیان ہے کہ اس رکاوٹ کا مطلب یہ تھا کہ ایک غیور زکی الحس لیکن نیم مہذب قوم احساس غیرت کو جوش میں لاکر اسے قابو میں رکھے۔[۵]

سر ولیم میور کا یہ خیال ہے کہ اسلام صاف طور پر اس امر کا اذن دیتا ہے کہ عارضی طور پر ایک بھاڑے کا ٹٹو شوہر کر لیا جائے تاکہ اس بیوی سے جسے تین طلاقیں دیگئی ہوں پھر رجوع کے جواز کی صورت پیدا ہو جائے۔ پیغمبر خدا صلعم نے نہایت ہی پُرزور الفاظ میں اس امر کو حرام بتایا ہے کہ زوجۂ مطلقہ کا نکاح کسی تیسرے شخص سے اس صریح اقرار کے ساتھ کیا جائے کہ وہ اُسے شوہر سابق کی خاطر طلاق دیدیگا۔ ایک حدیث میں جسے ترمذی نے معتبر بتایا ہے ابن مسعود

---

[۵] امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس احساس غیرت اور زوجین کے اس ناپسندیدہ امتحان کے متعلق بہت کچھ لکھا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہ ساری باتیں تین طلاق کا نتیجہ ہیں۔ ہم ناظرین کے فائدہ کے لیئے آپ کے خوبصورت الفاظ نقل کر دیتے ہیں۔ واذا طلق ثلاثا ربما ندم فیحتاج الی ان یتزوجہا محلل والی المصبر مدۃ وعقد المحلل منھی عنہ ویکون ھو ساعی فیہ ثم یکون قلبہ معلقا بزوجۃ الغیر وتطلیقہ اعنی زوجۃ المحلل بعد ان زوج منہ ثم یورث ذلک تنفرا من الزوجہ وکل ذلک ثمرۃ الجمع (احیاء العلوم جلد ۲ صفحہ ۳۹)

کی روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلعم نے کسی عورت کے "عارضی" ونیز سابق شوہر پر لعنت کی ہے جو آئین حمیت اور قوانین تہذیب کے خلاف باہم اس طرح کا معاہدہ اس غرض سے کریں کہ زوجہ مطلقہ جسکے ساتھ پھر نکاح نہیں ہو سکتا اُسکے ساتھ دوبارہ نکاح جائز قرار پائے۔

چند الفاظ طلاق کی دوسری صورت کے متعلق جسے طلاق بدیع کہتے ہیں ضروری ہیں۔ اس صورت میں اگر زمانہ طہر میں خواہ ایک موقع پر خواہ تین مختلف مواقع پر تین طلاق دی ہیں تو طلاق واقع ہو جاتی ہے لوگ کہتے ہیں کہ طلاق تو ہو جاتی ہے لیکن اس فعل کے ارتکاب سے گناہ لازم آتا ہے۔ جیسا کہ اس کے نام ہی سے ظاہر ہے یہ صورت بعد میں اختراع ہوئی تھی۔ بعض علماء کے نزدیک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں اور بقول سید امیر علی صاحب کے دوسری صدی ہجری میں۔ وہ کہتے ہیں "یہ اُسوقت ہُوا جبکہ ستم کیش بنی امیہ طلاق کی آسانی میں جو رُکاوٹیں رسول کریم صلعم نے پیدا کی ہیں انکو نہایت تکلیف دہ خیال کر کے قانون کی سختی سے بچنے کے لیے کوئی گریز کی راہ تلاش کرنے لگے اور فقہا کی کھینچ تان سے فائدہ اُٹھا کر ایک صورت نکال لی۔" یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ اہل تشیع اور مالکی طلاق بدیع کے جواز کے قائل نہیں ہیں۔

بعض اوقات طلاق بدیع کی ایک بے ضابطہ صورت کا ذکر کیا جاتا ہے۔ لیکن مستند فقہاء کے نزدیک اُس کا اثر متعین نہیں ہوتا ہے۔ یہ صورت اُسوقت پیش آتی ہے کہ جب تین طلاقیں کسی عورت کو حیض کے ایام میں دی جائیں اور فقہاء اسکو ایک ہی طلاق تصوّر کرتے ہیں اور طلاق دینے والے کا یہ فرض قرار دیتے ہیں کہ وہ اپنی زوجہ کو اپنے مکان ہی میں رہنے دے تاکہ وہ عدّت پوری کرے۔[1]

---

[1] طلاق کی اس خلاف ضابطہ صورت کی نسبت فتاوی عالمگیری میں لکھا ہے۔ ان یطلق المدخول بہا وھی من ذوات الاقراء فی حالۃ الحیض او فی طہر جامعہا فیہ وکان الطلاق واقعا ویستحب لہ ان یراجعہا والاصح ان الرجعۃ واجبۃ. ھکذا فی الکافی

. . . . . . مقتضائے انصاف ہے کہ یہ امر تسلیم کیا جائے کہ بعض مسلمان فقہا کچھ تو اس وجہ سے کہ قانون کی صرف جزوی سختی کے ساتھ پیروی کیجائے اور کچھ اس وجہ سے کہ فقہی موشگافیوں کے وہ دلدادہ تھے بدنصیبی سے اس بات کے باعث ہوئے ہیں کہ آج قوانین طلاق کے متعلق مسلمانوں میں ایک ناپسندیدہ لاپروائی پائی جاتی ہے۔ بیانات مندرجہ بالا سے یہ ظاہر ہوگا کہ رسول کریم صلعم کے عہد مبارک میں شریعت کا منشاء یہ تھا کہ اختیار طلاق کے نافذ کرنے میں بہت ساری شرطیں اور قیدیں لگادی ہیں۔ مثلاً نبی کریم صلعم کی نظر میں ایک ہی نفس میں تین طلاقیں دینا نہایت ہی مکروہ امر تھا۔ مشکوٰۃ میں ایک حدیث امام نسائی کی سند پر نقل کی گئی ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلعم کے حضور ایک شخص کا حال بیان کیا گیا جس نے اپنی بیوی کو ایک ہی موقعہ پر تین طلاقیں دی تھیں۔ یہ حال سنکر آپ غصہ میں اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا "کیا ایسی حالت میں کہ میں ابھی تم میں موجود ہوں وہ شخص کتاب اللہ کے ساتھ استہزا کرنے کی جرأت کرتا ہے"۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ طلاق کی اُسی صورت کو جائز قرار دیتے تھے کہ جس میں مختلف موقع پر تین علیحدہ علیحدہ طلاقیں دیجائیں اور جیسا کہ پہلے بیان ہوچکا ہے اس کی غرض یہ تھی کہ فریقین ان وقفوں کے اثنا میں حقوق زناشوئی کی تجدید کی کوشش کرسکیں۔ ؎

لیکن جو خرابیاں قوانین کے متعلق لاپروائی سے پیدا ہوسکتی ہیں اُنکا تدارک دیگر جائز شرائط کے ذریعہ جیسا کہ ہندوستان میں ہُوا ہے آسانی سے ہوسکتا ہے۔ مثلاً بیوی یا اُس کا ولی اختیار طلاق کے بلاوجہ شوہر کی جانب سے نافذ ہونے کے مقابلہ میں نکاح کے وقت شرطیں لگا سکتا ہے۔ یہ مدعا اس طرح بھی بالواسطہ حاصل ہوسکتا ہے کہ مہر اتنا مقرر کیا جائے جو شوہر کی وسعت سے باہر ہو معاہدہ کے رو سے بیوی بعض مناسب

؎ یہ استدلال الفاظ الطلاق مرتان (طلاق دو مرتبہ دیجاتی ہے) سے کیا جاتا ہے جس میں یہ کنایہ ہے کہ دونوں طلاقوں کے درمیان ایک وقفہ ہونا چاہیئے۔

حالات کے ماتحت (مثلاً اگر شوہر دوسری بیوی کرے) نکاح کے فسخ کرنے کا حق اپنے لیئے محفوظ رکھ سکتی ہے۔

طلاق کی حالت میں قوانین اسلامیہ نے اس امر کو خاص طور پر ملحوظ رکھا ہے کہ شوہر کی حرص سے بیوی کی جائداد کو محفوظ رکھا جائے۔ اگر افتراق کسی ایسی وجہ کی بناپر وقوع میں آوے جو شوہر سے منسوب ہو تو اس کا فرض ہے کہ وہ بیوی کی ساری جائداد اُسکے حوالے کردے اور مہر مقررہ اُس کا ادا کردے۔ [1] لیکن اگر افتراق بیوی کی استدعا پر بغیر کسی معقول وجہ کے وقوع میں آیا ہے تو بیوی کو صرف اپنے مہر سے دست بردار ہونا پڑیگا۔ سیّد امیر علیصاحب کہتے ہیں کہ "یہ امر فیصل شدہ ہے کہ اس طرح پر بیوی کی حالت شوہر سے زیادہ اچھی ہے"۔ (باقی آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

{ ذیل میں اللہ تعالیٰ کے فرستادہ مسیح موعودؑ کے قلم سے نکلے ہوئے وہ پاک الفاظ دیئے جاتے ہیں جنپر عمل کرنا ہر احمدی کا فرض ہے۔ (ایڈیٹر) }

اپنی جماعت کو متنبہ کرنیکے لیئے ایک ضروری اشتہار

میری تمام جماعت جو اسجگہ حاضر ہے یا اپنے مقامات میں بود و باش رکھتے ہیں اس وصیت کو توجہ سے سنیں کہ وہ اس سلسلہ میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مریدی کا رکھتے ہیں۔ اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلنی اور نیک بختی اور تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ جائیں اور کوئی فساد اور شرارت اور بدچلنی انکے نزدیک نہ آسکے وہ پنج وقت نماز با جماعت کے پابند ہوں۔ وہ جھوٹ نہ بولیں وہ کسی کو زبان سے ایذا نہ دیں وہ کسی قسم کی بدکاری کے مرتکب نہ ہوں اور کسی شرارت اور ظلم اور فساد اور فتنہ کا خیال بھی

---

[1] قرآن کریم ۴ - ۱۸

دل میں نہ لاویں غرض ہر ایک قسم کے معاصی اور جرائم اور ناکردنی اور ناگفتنی اور تمام نفسانی جذبات اور بیجا حرکات سے مجتنب رہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے پاک دل اور بے شر اور غریب مزاج بندے ہو جاویں اور کوئی زہریلا خمیر انکے وجود میں نہ رہے۔ **گورنمنٹ برطانیہ** جسکے زیر سایہ انکے مال اور جانیں اور آبروئیں محفوظ ہیں **بصدق دل اسکے وفادار تابعدار رہیں**۔ اور تمام انسانوں کی ہمدردی انکا اصول ہو۔ اور خدا تعالےٰ سے ڈریں اور اپنی زبانوں اور اپنے ہاتھوں اور اپنے دل کے خیالات کو ہر ایک ناپاک اور فساد انگیز طریقوں اور خیانتوں سے بچاویں۔ اور پنج وقتہ نماز کو نہایت التزام سے قائم رکھیں اور ظلم اور تعدی اور غبن اور رشوت اور اتلاف حقوق اور بیجا طرفداری سے باز رہیں اور کسی بد صحبت میں نہ بیٹھیں اور اگر بعد میں ثابت ہو کہ ایک شخص جو انکے ساتھ آمد و رفت رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے احکام کا پابند نہیں ہے یا اِس **گورنمنٹ محسنہ** کا خیر خواہ نہیں ہے۔ یا حقوق عباد کی کچھ پروا نہیں رکھتا اور یا ظالم طبع اور شریر مزاج اور بد چلن آدمی ہے اور یا یہ کہ جس شخص سے تمہیں تعلق بیعت اور ارادت ہے اسکی نسبت ناحق اور بے وجہ بدگوئی اور زباندرازی اور بدزبانی اور بہتان اور افترا کی عادت جاری رکھکر خدا تعالیٰ کے بندوں کو دھوکہ دینا چاہتا ہے تو تم پر لازم ہوگا کہ اس بدی کو اپنے درمیان سے دُور کرو اور ایسے انسان سے پرہیز کرو جو خطرناک ہے اور چاہیئے کہ کسی مذہب اور کسی قوم اور کسی گروہ کے آدمی کو نقصان رسانی کا ارادہ مت کرو۔ اور ہر ایک کے لیئے سچے ناصح بنو۔ اور چاہیئے کہ شریروں اور بدمعاشوں اور مفسدوں اور بدچلنوں کو ہرگز تمہاری مجلس میں گذر نہ ہو اور نہ تمہارے مکانوں میں رہ سکیں کہ وہ کسی وقت تمہاری ٹھوکر کا موجب ہوں یہ وہ امور اور وہ شرائط ہیں جو میں ابتدا سے کہتا چلا آیا ہوں۔ میری جماعت میں سے ہر ایک فرد پر لازم ہوگا کہ ان تمام وصیتوں پر کاربند ہوں اور چاہیئے کہ تمہاری مجلسوں میں کوئی ناپاکی اور ٹھٹھے اور ہنسی کا مشغلہ نہ ہو اور نیک دل اور پاک خیال ہو کر زمین پر چلو اور یاد رکھو کہ ہر ایک شر مقابلہ کے لائق نہیں ہے۔ اسلیئے لازم ہے اکثر اوقات عفو اور درگذر

کی عادت ڈالو اور صبر اور حلم سے کام لو اور کسی پر ناجائز طریق سے حملہ نہ کرو اور جذبات نفس کو دبائے رکھو اور اگر کوئی بحث کرو یا کوئی مذہبی گفتگو ہو تو نرم الفاظ اور مہذبانہ طریق سے کرو اور اگر کوئی جہالت سے پیش آوے تو سلام کہکر ایسی مجلس سے جلد اُٹھ جاؤ۔ اگر تم ستائے جاؤ اور گالیاں دیئے جاؤ اور تمہارے حق میں بُرے بُرے لفظ کہے جائیں تو ہوشیار ہو کہ سفاہت کا سفاہت کے ساتھ تمہارا مقابلہ نہ ہو ورنہ تم بھی ایسے ہی ٹھہرو گے۔ جیسا کہ وہ ہیں۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمھیں ایک ایسی جماعت بناوے کہ تم تمام کے لیئے نیکی اور راستبازی کا نمونہ ٹھہرو۔ سو اپنے درمیان سے ایسے شخص کو جلد نکالو جو بدی اور شرارت اور فتنہ انگیزی اور بدنفسی کا نمونہ ہے۔ جو شخص ہماری جماعت میں غربت اور نیکی اور پرہیزگاری اور حلم اور نرم زبانی اور نیک مزاجی اور نیک چلنی کے ساتھ نہیں رہ سکتا وہ جلد ہم سے جدا ہو جاوے کیونکہ ہمارا خدا نہیں چاہتا کہ ایسا شخص ہم میں رہے اور یقیناً وہ بدبختی میں مریگا کیونکہ اس نے نیک راہ کو اختیار نہیں کیا۔ سو تم ہوشیار ہو جاؤ اور واقعی نیک دل اور غریب مزاج اور راستباز بنجاؤ تم پنجوقت نماز اور اخلاقی حالت سے شناخت کیئے جاؤ گے۔ اور جس میں بدی کا بیج ہے وہ اس نصیحت پر قائم نہیں رہ سکے گا۔

چاہیئے کہ تمہارے دل فریب سے پاک اور تمہارے ہاتھ ظلم سے بری اور آنکھیں ناپاکی سے منزّہ ہوں اور تمہارے اندر بجز راستی اور ہمدردی خلائق کے اور کچھ نہ ہو۔ میرے دوست جو میرے پاس قادیان میں رہتے ہیں مَیں امید رکھتا ہوں کہ وہ اپنے تمام انسانی قویٰ میں اعلیٰ نمونہ دکھائیں گے۔ مَیں نہیں چاہتا کہ اس نیک جماعت میں کبھی کوئی ایسا آدمی ملکر رہے جس کے حالات مشتبہ ہوں۔ یا جسکے چال چلن پر کسی قسم کا اعتراض ہو سکے۔ یا اس کی طبیعت میں کسی قسم کی مفسدہ پردازی ہو۔ یا کسی اور قسم کی ناپاکی اس میں پائی جائے لہٰذا ہم پر یہ واجب اور فرض ہوگا کہ اگر ہم کسی کی نسبت کوئی شکایت سنیں کہ وہ خدا تعالیٰ کے فرائض کو عمداً ضائع

کرتا ہے۔ یا کسی ٹھٹھے اور بیہودگی کی مجلس میں بیٹھتا ہے یا کسی اور قسم کی بدچلنی اس میں ہے تو وہ فی الفور اپنی جماعت سے الگ کر دیا جائیگا۔ اور پھر وہ ہمارے اور ہمارے دوستوں کے ساتھ نہیں رہ سکے گا۔ ابھی مَینے چند ایسے آدمیوں کی شکایت سُنی تھی کہ پنجوقت نماز میں حاضر نہیں ہوتے تھے اور بعض ایسے تھے کہ انکی مجلسوں میں ٹھٹھے اور ہنسی اور حقّہ نوشی اور فضول گوئی کا شغل رہتا تھا اور بعض کی نسبت شک کیا گیا تھا کہ وہ پرہیز گاری کے پاک اصول پر قائم نہیں ہیں اسلیئے مَینے بلا توقف ان سب کو یہاں سے نکالدیا ہے کہ تا دوسروں کے ٹھوکر کھانیکا موجب نہوں۔ اگرچہ شرعی طور پر انپر کچھ ثابت نہ ہُوا۔ لیکن اس کارروائی کے لیئے اس قدر کافی تھا کہ شکی طور پر انکی نسبت شکایت ہوئی۔ مَیں خیال کرتا ہوں کہ اگر وہ راستبازی میں ایک روشن نمونہ دکھلاتے تو ممکن نہ تھا کہ کوئی شخص انکے خلاف بول سکتا مَیں یہ بھی ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ یہ لوگ درحقیقت ان لوگوں میں سے نہ تھے جنہوں نے راستبازی کی تلاش میں ہماری ہمسائیگی اختیار کی۔ اصل بات یہ ہے کہ ایک کھیت جو محنت سے طیار کیا جاتا اور پکایا جاتا ہے اسکے ساتھ خراب بوٹیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں جو کاٹنے اور جلانے کے لائق ہوتی ہیں۔ ایسا ہی قانونِ قدرت چلا آیا ہے جس سے ہماری جماعت باہر نہیں ہو سکتی اور مَیں جانتا ہوں کہ وہ لوگ جو حقیقی طور پر میری جماعت میں داخل ہیں انکے دل خدا تعالیٰ نے ایسے رکھے ہیں کہ وہ طبعاً بدی سے متنفّر ہیں اور نیکی سے پیار کرتے ہیں اور مَیں امید رکھتا ہوں کہ وہ اپنی زندگی کا بہت اچھا نمونہ دنیا پر ظاہر کرینگے۔ والسلام ۲۹۔ مئی ۱۸۹۸ء

الراقم خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان

سلسلہ احمدیہ نے گورنمنٹ کی کیا خدمات کی ہیں؟

ہم بارہا لکھ چکے ہیں۔ کہ گورنمنٹ برطانیہ کی عنایات کے لیئے ہم سرکار دولتمدار کے مرہونِ منّت ہیں۔ اب ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے گورنمنٹ کی کیا خدمات کی ہیں؟

ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ احمدی قوم سے بڑھکر ہندوستان کی کوئی قوم بھی سرکار انگریزی کے ممنون احسان ہونے کی دلائل اپنے پاس نہیں رکھتی۔ لیکن اگر سلسلۂ احمدیہ کو سرکار عالیہ سے سب سے بڑھکر فائدہ پہنچا ہے۔ تو یہ بھی بالکل سچ ہے۔ کہ سب سے بڑھکر اگر کسی نے سرکار کی خدمت کی ہے تو وہ سلسلۂ احمدیہ ہی ہے۔ ہم ایسا کہنے کے لیئے وجوہات رکھتے ہیں۔ کہ ہندوستان کی کسی قوم نے بھی تاجِ برطانیہ کی ایسی قابلِ قدر قیام پذیر خدمت نہیں کی جیسا کہ سلسلۂ احمدیہ نے کی ہے۔

اول تو سلسلے کا بانی ہی خوش قسمتی سے ایسا شخص ہے جو رؤسائے پنجاب کے ایک وفادار خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ بانی سلسلہ کے والد جناب مرزا غلام مرتضیٰ صاحب تاج برطانیہ کے مخلص دوستوں میں سے تھے۔ غدر کے پُر فتن ایّام میں آپ سرکار برطانیہ کے صرف وفادار ہی نہیں رہے۔ بلکہ دہلی کے شاندار محاصرے میں حصہ لینے کیلیئے پچاس سوار بھی بھیجے۔ (جو انکی اُسوقت کیحالت سے بہت بڑھکر تھے) حضرت مرزا غلام احمد صاحب بانی سلسلہ کے بڑے بھائی مرزا غلام قادر صاحب سرکار کی طرف سے ہوکر تر موگھاٹ پر بہ نفسِ نفیس سکھوں کی انبوہ در انبوہ فوج سے لڑے تھے۔ آپکے والد صاحب دولت برطانیہ کے وفادار دوست ہی نہیں تھے۔ بلکہ بڑی بڑے انگریز افسروں کے ساتھ آپکو دوستانہ تعلقات کا بھی شرف حاصل تھا۔ اور غدر کے دنوں میں بہت سے انگریز صاحبان قادیان میں آپ ہی کے دولت خانے پر قیام پذیر ہوئے تھے۔ آپکی خدمات کا ذکر نہ صرف سر لیپل گریفن صاحب کی مشہور کتاب "تذکرہ رؤسائے پنجاب"

میں ہی پایا جاتا ہے۔ بلکہ تاج برطانیہ کے جلیل القدر فرزندوں کو بھی اُن کا اعتراف ہے۔ ذیل میں ہم انگریزی افسروں کے چند خطوط کا ذکر کرتے ہیں۔ جو انہوں نے مرزا غلام مرتضیٰ صاحب یا انکے بڑے فرزند مرزا غلام قادر صاحب کو لکھے تھے۔ ۱۱۔جون ۱۸۴۹ء کو جے۔ ایم ولسن صاحب نے مرزا صاحب کو لکھا۔ کہ "مَیں اس بات سے خوب واقف ہوں۔ کہ جب سے پنجاب میں انگریزی راج قائم ہُوا ہے۔ آپ اور آپکے خاندان کے دیگر اصحاب ہمیشہ مخلص۔ وفادار اور ثابت قدم رہے ہیں۔ اور بے شک آپکے حقوق نظر انداز نہیں کیئے جا سکتے۔ آپ ہر وقت مطمئن رہیں اور یقین جانیں۔ کہ سرکار آپکے خاندان کے حقوق ہرگز فراموش نہ کریگی۔ اور جونہی موقع مناسب ہوگا۔ انکو ضرور مدِ نظر رکھے گی۔"

جناب رابرٹ کاسٹ صاحب کمشنر لاہور نے آپکو ۲۰۔ستمبر ۱۸۵۸ء کو لکھا کہ "چونکہ آپنے ۱۸۵۷ء کے غدر میں سوار بھرتی کروانے اور گھوڑے مہیا کرنے میں سرکار انگریزی کو بڑی مدد دی اور شروع غدر سے لیکر اب تک برابر وفادار اور ثابت قدم رہنے سے سرکار کی خوشنودی حاصل کی ہے اسلیئے مبلغ ۲۰۰ صد روپیہ کی خلعت بطور انعام آپکی عمدہ خدمات اور وفاداری کے صلے میں پیش کی جاتی ہے۔ علاوہ بریں حضور چیف کمشنر صاحب کی خواہش کے مطابق جو انہوں نے اپنی چٹھی مورخہ ۱۰۔اگست ۱۸۵۸ء نمبر ۵۷۶ میں ظاہر کی ہے۔ سرکار کی خوشنودی کا پروانہ آپکی وفاداری اور نیک نامی کی وجہ سے آپکو دیا جاتا ہے۔"

۲۹۔جون ۱۸۷۶ء کو سر رابرٹ ایجرٹن صاحب فنانشل کمشنر لاہور نے مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کی وفات پر مرزا غلام قادر صاحب کو یہ تعزیت نامہ لکھا۔ "پیارے دوست۔ آپکی ۲۔جون کی چٹھی مَینے پڑھی۔ آپکے والد مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کی وفات کی خبر سُنکر سخت قلق ہُوا۔ مرزا صاحب سرکار کے بڑے وفادار اور بھی خواہ تھے۔ آپکے خاندان کی خدمات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مَیں آپکو اسی عزت کی نگاہ سے دیکھوں گا۔ جس سے آپکے وفادار والد کو دیکھا کرتا تھا۔ مَیں آپکے خاندان کی بہبودی

اور بحالی کو ہمیشہ مناسب موقع پر یاد رکھونگا"

باپ کی خدمات خواہ کتنی ہی عظیم الشان کیوں نہ ہوں۔ وہ اُن خدمات کا کچھ بھی مقابلہ نہیں کر سکتیں جن کا سرانجام دینا بیٹے کے لیئے مقدر ہو چکا تھا۔ وفادار خاندان میں پیدائش رکھنے کی وجہ سے قدرتاً آپکے دل میں وفاداری کے جذبات پائے جاتے تھے۔ اور جو مذہب پر فدا ہونیکی وجہ سے اور بھی مضبوط اور مستحکم ہو گئے تھے اوائل عمر ہی سے آپکو اسلام کی دن بدن گرتی ہوئی حالت دیکھکر سخت تکلیف ہوتی تھی۔ آپنے دیکھا۔ کہ اسلام کا موجودہ ہر دلعزیز مفہوم اصل اسلام سے بالکل مختلف ہے۔ اور یہ کہ مسلمانوں میں ایسے عقائد پھیل گئے ہیں۔ جنکو اسلامی عقائد ہرگز نہیں کہہ سکتے۔ پس آپکی کوشش ہمیشہ یہی رہی کہ جو غلط عقائد مسلمانوں میں پھیل گئے ہیں اُنکو دُور کیا جاوے۔ مسلمانوں میں جو قابلِ افسوس غلطیاں پائی جاتی ہیں انہیں سے خونی مہدی اور جہاد کا عقیدہ سب سے بڑھ کر تھا۔ آپنے دیکھا کہ مذہب کی آڑ میں نہایت قابلِ شرم جرائم کیئے جاتے ہیں۔ اور ایک غیر مسلم کا قتل کر دینا بہشت میں جانیکا پروانہ؛ راہداری سمجھ لیا گیا ہے۔ اسی پر بس نہیں۔ بلکہ تمام اسلامی دنیا ایک خونی مہدی کی منتظر تھی۔ جو تلوار کے زور سے تمام دنیا میں اسلام پھیلائیگا اور جو انکار کریگا خواہ وہ بادشاہ ہو خواہ دہقان تلوار کے گھاٹ اُتار دیا جائیگا ایسے ایسے عقائد بدنام کنندۂ اسلام تھے۔ جنکی حقیقت کچھ بھی نہ تھی۔ مگر تاہم وہ کچھ ایسے رواج پا گئے تھے۔ کہ مستند اہل قلم کی تصانیف میں بھی داخل ہو گئے تھے۔

نواب صدیق حسن خاں مذہبی تصانیف کے سبب نہ صرف ہندوستان بلکہ دیگر اسلامی ممالک میں بھی بڑے ہر دلعزیز ہو گئے تھے انہوں نے اسلام پر کئی کتابیں لکھی ہیں۔ وہ اپنی کتاب حجج الکرامہ کے صفحہ ۳۷۴ پر لکھتے ہیں "اسکے بعد تمام دنیا مہدی کے جھنڈے تلے آجائیگی۔ اور اسلام خوب استحکام پکڑ جائیگا۔ دنیا کے تمام بادشاہ اسکے آگے سرِ تسلیم خم کرینگے۔ ہندوستان میں ایک فوج بھیجکر

وہ اسے فتح کریگا۔ اور حاکمان ملک اسکے سامنے پابہ زنجیر ہوکر آئینگے۔" اسی قسم کے خیالات انکی دوسری تصانیف میں بھی پائے جاتے ہیں جو منبر پر کھڑے ہوکر لوگوں کو کھول کھول کر سنائے جاتے تھے۔ اقتربۃ الساعۃ کا فاضل مصنّف لکھتا ہے۔ "کہ مہدی علیہ السلام لوگوں کو بذریعہ تلوار اسلام کی طرف بلائینگے جو انکار کرینگے قتل کیئے جائینگے۔ جو اسکا مقابلہ کریگا وہ نامراد رہیگا"۔ پھر لکھتا ہے کہ "اسوقت تمام دنیا مہدی کے قبضے میں آجائے گی۔ اسلام غالب آجائیگا دنیا کے تمام بادشاہ مہدی کے آگے فرمانبردار ہوکر آئینگے۔ ہندوستان میں وہ ایک فوج بھیجے گا۔ اور حاکمانِ وقت قید کر کے اُسکے آگے لائے جائینگے۔" (صفحہ ۸۰) اور آگے چلکر پھر لکھتا ہے کہ "مہدی جنگ کریگا۔ وہ خزانے نکالیگا اور شہر پر شہر فتح کرتا چلا جائیگا۔ اور دنیا کو مشرق سے مغرب تک فتح کرلیگا۔ حاکمانِ ہند گلے میں طوق ڈالکر اسکے آگے لائے جائیں گے۔ اُنکے خزانے یروشلم کے لیئے آرائش کا کام دینگے۔ مَیں کہتا ہوں کہ بیشک اسوقت ہندوستان میں بادشاہ نہیں۔ چند رؤساء ہیں ہندو اور مسلمان لیکن وہ بھی خودمختار نہیں وہ صرف برائے نام حاکم ہیں۔ ملک کے اعلیٰ حاکم تو انگریز ہیں غالباً مہدی انہی کے زمانے میں ظہور کرے گا اور یہی یوروپین لوگ مہدی کے آگے پیش کیئے جائینگے۔ یا ممکن ہے کہ کسی اور بادشاہ کا عمل و دخل اُسوقت یہاں ہوجاوے۔" اقتربۃ الساعۃ کے مصنّف نے مہدی سوڈان کے جرنیل کی ایک چٹھی بھی شائع کی تھی۔ اس چٹھی میں صاحبانِ انگریز مخاطب ہیں اس کا مضمون یہ ہے کہ یاد رکھو "مہدی اپنی تلوار نیام میں اُسوقت تک نہ ڈالیگا۔ جبتک کہ اسلام چاردانگِ عالم میں نہ پھیل جائے۔" وہی مصنّف اُسپر اس طرح حاشیہ چڑھاتا ہے۔ "مَیں کہتا ہوں کہ بیشک امام مہدی کا یہی کام ہوگا کہ وہ مسلمانوں کو قرآن و سنّت پر عمل کرنے کے لیئے مجبور کریگا۔ اور کفّار کو اسلام لانے پر مجبور کریگا۔ اسلام کے سوا اور کوئی مذہب صفحۂ دنیا پر نہیں رہیگا۔ وہ شخص جو اسکی مخالفت کریگا نیست و نابود ہوجائیگا۔ خواہ وہ نام کا مسلمان ہو

یا کوئی اور ہو"۔ قارئینِ کرام یہ سُنکر حیران ہونگے۔ کہ امام مہدی ہی اِن لوگوں کے خیال کے مطابق تلوار لیکر نہیں آئیگا۔ بلکہ عیسیٰ علیہ السلام بھی جب دوبارہ دنیا میں آئینگے۔ تو آکر جہاد ہی کرینگے۔ اور کافروں کو قتل کرینگے۔ حدیقۃ الغاشیہ کا مصنّف صفحہ ۳۴۶ پر لکھتا ہے:۔ "جب امام مہدی خروج کرینگے اور عیسیٰ علیہ السلام نزول فرماوینگے۔ تو اسوقت ایک (خاص سلطنت کی طاقت اور زبردست فوج کے زور کی آزمایش ہوگی۔ اِسوقت انکا مقابلہ بے شک کوئی نہیں کرسکتا"۔ عیسیٰ علیہ السلام نے دوبارہ دنیا میں آکر جو کام کرنا تھا۔ وہ احادیث کی ایک مشہور کتاب مشکوٰۃ کے حاشیہ پر کے نوٹ سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ "عیسیٰ علیہ السلام اہل کتاب سے اسلام کے سوا اور کوئی چیز قبول نہ کرینگے" یعنی (جزیہ وغیرہ)۔ جسکے صاف یہ معنے ہیں۔ کہ وہ لوگوں کو اسلام لانے پر مجبور کریگا۔ اور جو انکار کریگا۔ اسے قتل کردیا جائیگا۔

اس قسم کے غلط عقائد مسلمانوں میں پائے جاتے تھے۔ جو نہ صرف سوسائٹی کے لیئے ہی موجب خطرہ تھے۔ بلکہ اسلام کے لیئے بھی باعث ہتک تھے۔ ان جاہلانہ اور بے بنیاد عقایدنے اسلام کے روشن چہرے کو بدصورت بنا رکھا تھا۔ جسے دیکھکر احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سخت قلق ہوتا تھا۔ اسلیئے آپ نے مسلمانوں کے دماغوں سے ایسے گندے خیالات نکالنے کا مصمّم ارادہ فرمالیا۔ اور اسلام کے چہرے سے ایسے ایسے قابلِ شرم عقائد کے میل کو صاف کرنیکی ٹھان لی بچپن سے لیکر دم واپسین تک آپ ان مستحکم البنیاد خرابیوں کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکنے کی کوشش میں لگے رہے آپنے کوئی کتاب ایسی نہیں لکھی۔ اور کوئی رسالہ ایسا شائع نہیں کیا جس میں ان عقائد کا بے بنیاد ہونا زبردست دلائل سے ثابت نہیں کیا آپنے تقریر میں تحریر میں ہمیشہ ان عقاید کا بڑے زور سے ردّ کیا اور نتیجہ بھی بالکل حیرت انگیز نکلا۔ صرف انہی لوگوں نے ان خیالات کو ترک نہیں کیا۔ جو آپکو مسیح موعودؑ اور مہدی معہودؑ تسلیم کرتے ہیں ایسے لوگوں کی تعداد لاکھوں تک پہنچتی ہے۔ بلکہ آپکے سمجھدار مخالفین نے بھی مان لیا۔ کہ یہ عقاید بے شک بڑے بیہودہ ہیں۔

مَیں یہاں پر مولوی محمد حسین بٹالوی کا اسلیئے ذکر کرتا ہوں۔ کہ ہمارے قارئین کو معلوم ہو گا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کا اثر کہاں تک پہنچا ہے۔ مولوی محمد حسین بٹالوی حضرت اقدسؑ کے سخت ترین دشمنوں میں سے ہے۔ اور جب آپ نے اپنے دعویٰ کا اعلان کیا۔ تو اسی مولوی نے تمام ہندوستان میں سفر کیا اور حضرت اقدسؑ پر کفر کا فتویٰ لگوایا۔ اور صوبہ پنجاب میں تو اسے حضرتؑ کے مکفّرین کا امام کہنا چاہیئے مگر حضرت مسیح موعودؑ کے دلائل کچھ ایسے پُرزور تھے۔ کہ اس اوّل درجہ کے مخالف مولوی کو بھی ماننا پڑا کہ مہدی علیہ السلام جیسا کہ عام طور پر کہا جاتا ہے تلوار لیکر نہیں آئینگے بلکہ آسمانی نشانات اور دلائل کے ساتھ اسلام کی اشاعت کرینگے۔ (سول ملٹری گزٹ لاہور میں خود حضرت اقدسؑ کے زمانہ میں مولوی محمد حسین نے اس مضمون کا ایک آرٹیکل چھپوایا تھا)۔ ایسے دشمن کے مُنہ سے اس قسم کا اقرار صریح اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے ایک عظیم الشان فتح حاصل کی۔

آپ سے پہلے کسی مسلمان کا یہ خیال بھی نہ تھا۔ کہ مہدی تلوار لیکر نہیں آئیگا۔ ایک خونی مہدی کا اعتقاد عالمگیر اعتقاد ہو گیا تھا۔ تمام دنیا کے مسلمانوں کا خیال تھا۔ کہ مہدی ایک خونریز بادشاہ کی حیثیت سے آئیگا۔ اور ہر ایک کو اسلام لانے پر مجبور کریگا۔ جو انکار کریگا۔ وہ قتل کیا جائیگا۔ خواہ وہ یہودی ہو یا عیسائی ہندو یا پارسی۔ بادشاہ ہو یا کسان۔ لکھپتی یا فقیر۔ کسی مولوی نے کبھی یہ نہیں کہا تھا۔ کہ مہدی ایک (مصلح، معلّم کی حیثیت سے آئیگا۔ اور نشاناتِ سماویہ سے اسلام کی سچائی ظاہر کریگا اس قسم کے خیالات تو انکے دماغوں میں کبھی آئے ہی نہیں تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ پہلے آدمی ہیں جنہوں نے ان خیالات کو پاش پاش کیا اور وہ جہاد اور خونی مہدی کے خیالات کو دُور کرنے میں یہانتک کامیاب ہوئے۔ کہ آپکے مخالفوں نے بھی انکو صحیح تسلیم کیا۔ سُبحان اللہ کیا ہی اچھی تبدیلی ہوئی۔ اور کیا ہی مبارک اصلاح ہوئی۔ حضرت مسیح موعودؑ پر اللہ تعالیٰ اپنی خاص برکات نازل فرمائے جنہوں نے غازی مہدی کے فاسد عقیدے کو باطل ثابت کرکے مسلمانوں پر ہی احسان نہیں کیا۔ بلکہ ساری دنیا کو اپنا

گرویدۂ احسان بنالیا ہے۔ احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آنے سے پیشتر کوئی بھی پُرامن طریقوں سے اسلام کی اشاعت کا قائل نہ تھا مگر آپ کی وفات سے پیشتر ہی لاکھوں انسان اس بات کو ماننے لگے تھے کہ غازی مہدی کا عقیدہ ایک بالکل بے بنیاد اور اوّل درجہ کا فاسد عقیدہ ہے۔ آپکا قائم کردہ سلسلہ اِن عقائد کو صرف ہندوستان میں ہی نہیں بلکہ افغانستان۔ ایران۔ عرب۔ ٹرکی۔ اور مصر وغیرہ بلاد میں بھی پھیلا رہا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے دو مرید غازی مہدی اور جہاد کے خلاف وعظ کہنے کی وجہ سے افغانستان میں قتل ہوئے۔ مگر انکا صداقت کی حمایت میں اپنے خون بہانا رائگان نہیں گیا۔ انہوں نے بقول مخالفین "ان بدعتی عقیدوں" کے نہ چھوڑنے میں (ہمارے عقائد کو بدعتی عقاید کہا جاتا ہے حالانکہ خود مسلمانوں کے غازی مہدی اور جہاد کے عقایٔد بدعت ہیں) وہ ثابت قدمی دکھلائی اور ایسا معقول جواب دیا۔ کہ افغانستان کے بہت سے آدمی اُس سے متاثر ہوئے۔ ان بیگناہ خونوں کی وجہ سے سلسلہ احمدیہ افغانستان میں خوب مشتہر ہوگیا اور ہوشمندوں نے سمجھ لیا۔ کہ وہ انسان جسکے خیالات ایسے ایسے جانثار پیدا کر سکتے ہیں۔ کہ وہ انکو چھوڑنے کی بجائے انکی خاطر اپنی جانیں دیدینا بھی پسند کرتے ہیں۔ ضرور قابلِ التفات ہے۔ ان شہداء میں سے ایک مولوی عبد اللطیف صاحب تھے جو اپنے علم و فضل اور تقویٰ وطہارت کیلئے مشہور تھے اور ہزارہا آدمی آپکے معتقد تھے۔ اپنی شہادت سے بہت پہلے آپنے اعلان کردیا تھا کہ مَیں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مسیح موعود اور مہدی معہودؑ مانتا ہوں اور آپکو ہر وقت حضرتؑ کے دعاوی کی تبلیغ کی دُھن لگی رہتی تھی۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ بہت سے افغان کابل سے چلکر قادیان آئے۔ تاکہ مسیح موعودؑ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ اور آپؑ کی تعلیمات سے بہرہ اندوز ہوں۔ میاں عبد الرحمٰن صاحبزادہ عبد اللطیف کے ان مریدوں میں سے تھے۔ جو قادیان میں کئی دفعہ آئے۔ اور کئی کئی مہینے یہاں مقیم رہے۔ اور آخر کار امیر عبد الرحمٰن کے حکم سے کابل میں قتل ہوئے۔ اور صاحبزادہ صاحب خود بھی قادیان میں تشریف لے آئے آپکی آمد سے پیشتر آپکے بہت سے مریدوں نے حضرت مرزا صاحبؑ کو مہدی معہودؑ تسلیم

کرلیا۔ آخر کار صاحبزادہ صاحب خود اپنے بہت سے مریدوں کی معیت میں قادیان آگئے اور کئی مہینے یہاں رہنے کے بعد پھر واپس عازم کابل ہوئے۔ اور دل میں یہی آرزو تھی کہ وہاں جاکر غازی اور خونی مہدی کے عقیدے کے خلاف وعظ کریں گے۔ اگرچہ وہ جانتے تھے۔ کہ ایسا کرنا انکے لیئے سخت مضرت رساں اور آخر کار قتل کا موجب ہوگا۔ مگر انہوں نے مصمم ارادہ کرلیا۔ کہ اب وہ اپنے عقیدے کو ہرگز نہیں چھپائینگے۔ اور اپنے ان عقائد کو صرف اپنے مریدوں تک ہی محدود نہیں رکھیں گے بلکہ اپنے ہموطنوں کو بھی بتائینگے کہ خونی مہدی کا عقیدہ بالکل غلط ہے۔ اور یہ کہ سچا مہدی تو پنجاب میں آبھی گیا۔ وہ جانتے تھے کہ عوام میں اپنے خیالات کا وعظ کرنا انکی جان لیکر رہیگا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت میں چندماہ رہنے سے تبلیغ کا جوش انہیں اسقدر بھر گیا تھا کہ موت کا ڈر بھی ان کو اسکی اشاعت سے روک نہیں سکا۔ بلکہ موت تو وہ چاہتے ہی تھے۔ کیونکہ آپ فرماتے تھے۔ کہ ”میری موت تمام افغانستان میں حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی کی اشاعت کا موجب ہوگی“۔ اور ایسا ہی ہُوا۔ تمام ملک میں آپکے علم وفضل اور تقویٰ وطہارت کا شہرہ تھا۔ اور آپکے قتل کی خبر آناً فاناً تمام ملک میں پھیل گئی۔ اور لوگوں کو سخت صدمہ ہُوا۔ آپ موجودہ امیر کے حکم سے سنگسار کیئے گئے۔ صرف اسوجہ سے کہ آپنے غازی مہدی کے عقیدے کو چھوڑ کر مہدی قادیانی کو قبول کرلیا تھا جہاں دیکھو اسی کا چرچا تھا۔ جو لوگ صاحبزادہ صاحب کو ولی سمجھتے تھے۔ اور آپکے علم کے قائل تھے انکو خیال پیدا ہُوا۔ کہ وہ سلسلہ جسکے لیئے صاحبزادہ صاحبنے اپنی جان عزیز تک دینے سے دریغ نہیں کیا ضرور اپنے اندر کچھ صداقت رکھتا ہے پس بہت سے لوگ قادیان میں اس مردِ خدا کا دیدار کرنے آئے جسکی خاطر صاحبزادہ صاحبنے اپنی جان تک فدا کردی۔ انہیں سے کچھ تو اپنے وطنِ مالوف کی طرف مراجعت کر گئے۔ تاکہ اپنے دوسرے ہموطنوں کو جو کچھ انہوں نے قادیان میں دیکھا تھا اُس سے آگاہ کریں۔ اور باقی یہیں قیام پذیر ہوگئے۔ سنہ ۱۹۱۴ء کے موسم گرما

میں جب مسٹر ایلیٹ ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور نے قادیان میں قیام کیا۔ تو چالیس پٹھانوں نے صاحب ممدوح کی خدمت میں حاضر ہوکر انکے سامنے اس عجیب وغریب تبدیلی کا ذکر کیا۔ جو انکے خیالات میں حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کی وجہ سے پیدا ہوگئی تھی۔ انہوں نے بیان کیا۔ کہ جہاد کے متعلق اور سرکار انگریزی کے متعلق ہمارے خیالات وہ نہیں رہے۔ جو پہلے ہوتے تھے۔ اب افغانستان میں احمدی ہزاروں کی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ جنہوں نے صاحبزادہ عبد اللطیف اور آپکے مرید عبدالرحمٰن کی شہادت کے ذریعے مرزا صاحب کو مہدی معہود تسلیم کیا۔ اور اب سرحدی غزاء اور خونی مہدی کے عقیدے کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات سے جو مفید تبدیلی انہیں پیدا ہوئی۔ وہ اُس چٹھی سے ظاہر ہے۔ جو انہوں نے خوست علاقہ کابل سے اپنے قادیانی دوستوں کو لکھی ہے وہو ہٰذا۔ "جدران۔ منگل اور میدانِ خوست کے بعض لوگ ازراہ بغاوت ایک لشکر جمع کر رہے ہیں۔ ہم احمدی اُن سے بالکل الگ تھلگ ہیں۔ اور ہم علانیہ کہتے ہیں کہ اس قسم کا جہاد بالکل ناجائز ہے اور سوائے فساد کے اس کا اور کچھ فائدہ نہیں" کیا اس خط سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا۔ کہ سرحد کی دوسری طرف حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم سے حیرت انگیز تبدیلی واقع ہوگئی ہے۔ افغانستان کے ملک میں ایک ایسی جماعت کا موجود ہونا جو جہاد کے عقیدے کو فساد خیال کرے۔ اور دوسرے لوگوں کو اس سے منع کرنیکی بھی پوری کوشش کرے۔ ایک معجزہ ہے اور یہ معجزہ حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کی برکت سے ہے۔ ایسے لوگوں کی تعداد دن بدن ترقی پر ہے اور ہر سال افغانستان میں ان کی تعداد میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ بہت سے پٹھان ہر سال قادیان آتے ہیں اور حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم حاصل کرکے پھر واپس اپنے وطن چلے جاتے ہیں۔ اور دوسرے لوگوں کو بھی امن کی تعلیم دیتے ہیں۔ احمدی لوگ افغانستان کے علاوہ سرحدی علاقہ میں بھی پائے جاتے ہیں۔ اور سرحدی اقوام میں پُرامن تعلیم کی اشاعت کرتے رہتے ہیں۔ سرحد میں ایک سردار بھی احمدی ہے

غرض حضرت مسیح موعودؑ کی پُرامن تعلیم ہندوستان سے باہر افغانستان تک بھی پہنچ گئی ہے۔ ریاست کابل میں سلسلہ کی جڑ خوب مضبوط ہوگئی ہے اور وہاں حیرت انگیز ترقی ہورہی ہے۔ کوئی کہے کہ احمدیت کو کیوں اسقدر فتوحات ہورہی ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ ہر ایک احمدی ایک سرگرم واعظ کا کام دیتا ہے اور ہمیشہ اسلام کی اصل تعلیم سے اپنے احباب اور قریب کے رہنے والوں کو واقفیت کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے جہاں کہیں ہمارے برادرانِ ملّت جاتے ہیں۔ غازی اور خونی مہدی کے برخلاف وعظ کہتے ہیں۔ اور وہ دنیا کے مختلف ممالک مثل مشرقی افریقہ و مصر۔ عرب و روم۔ ایران و بلوچستان۔ افغانستان و کشمیر۔ ماریشس۔ نائیجیریا و سیرالیون۔ و سیلون۔ (لنکا)۔ انگلینڈ اور فرانس۔ آسٹریلیا اور چین میں پائے جاتے ہیں۔ اور جہاں کہیں بھی وہ جاتے ہیں۔ احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پُرامن تعلیم پھیلانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے۔ غازی مہدی کے عقیدے سے پہلے ہی بہت کچھ فساد برپا ہوچکا ہے۔ اور جب تک اس عقیدے پر ایک کاری حربہ نہ لگے۔ جہاد کا خیال مسلمانوں کے دماغوں سے نکالنا بالکل ناممکن ہے کیونکہ جو لوگ غازی مہدی کے آنیکے قائل ہیں وہ جنگ مقدس یعنی جہاد کے جواز کے اعتقاد کو نہیں چھوڑ سکتے۔ ہر ایک ایسا شخص جو یقین رکھتا ہے کہ امام مہدی بزور شمشیر اسلام پھیلائیں گے اور نہ ماننے والوں کو قتل کرینگے۔ وہ یقیناً یہ بھی مانتا ہے کہ غیر مسلم اقوام کے ساتھ اشاعت اسلام کے لیئے جنگ کرنا جائز ہے۔ اور ایسے لوگ اب اگر یہ کہہ بھی دیں۔ کہ یہ ناجائز ہے تو دراصل وہ منافقانہ طور پر ایسا کہیں گے۔ لیکن ایک احمدی منافق نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اس نے تو حضرت مرزا صاحبؑ کو امام مہدی تسلیم کر لیا ہے اور مرزا صاحبؑ تلوار لیکر نہیں آئے۔ پس ہر ایک احمدی جو حضرت مرزا صاحبؑ کو مسیح موعود تسلیم کرتا ہے وہ جہاد کو ناجائز خیال کرتا ہے۔ اسوقت ہی نہیں۔ بلکہ ہمیشہ کے لیئے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ احمدیت انسانیت کے لیئے عموماً اور سرکار انگریزی کے لیئے خصوصاً

ایک رحمت ہے۔ اور جتنی زیادہ اسے ترقی ہو۔ اتنا ہی بہتر ہے۔ یہ لامحالہ ایک پُرامن تحریک ہے۔ اور پُرامن خیالات پھیلا کر دنیا میں امن قائم کرنا چاہتی ہے اور اگر تمام اسلامی دنیا میں یہ پھیل جائے۔ جیسا کہ یقیناً پھیلے گی تو سرکار انگریزی کیلئے نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوگی۔ کیونکہ دولت برطانیہ کے ماتحت لکھو کھا مسلمان رہتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غازی مہدی کے متعلق خیالات پر ہی کاری حربہ نہیں لگایا۔ بلکہ تمام مسلمانوں کو عموماً اور احمدی لوگوں کو خصوصاً دولت برطانیہ کے ساتھ وفادار رہنے کی تعلیم دی۔ آپ نے اپنی ہر ایک کتاب میں اس بات پر زور دیا ہے کہ سرکار انگریزی سے وفاداری کرنا ہر ایک مسلمان کا مذہبی فرض ہے۔

آپ بارہا انگریزی راج کی برکات کا ذکر کرتے اور فرماتے کہ ایسی مہربان گورنمنٹ سے وفاداری نہ کرنا گناہ ہے۔ اپنے مریدوں کے لیئے تو سرکار کی وفاداری کو شرائط بیعت کا ایک جزو قرار دیا۔ اب ہر ایک احمدی تاج برطانیہ سے وفاداری کرنا اپنے مذہب کا ایک حصّہ قرار دیتا ہے۔ اور اپنے آقا کے احکام کی بجاآوری اپنا فرض اولین سمجھتا ہے۔ اور اسکی نافرمانی گناہ کبیرہ خیال کرتا ہے۔ چونکہ احمدی حضرت مرزا صاحبؑ کو (جو اس زمانہ میں ہدایت خلق کے لیئے مبعوث ہوئے ہیں) مامور من اللہ سمجھتے ہیں اور آپکے احکام کی تعمیل کیلیئے دل وجان سے تیار رہتے ہیں۔ وہ مرزا صاحبؑ کو واقعی خدا کا فرستادہ یقین کرتے۔ اور آپکے احکام کو خدا کے احکام سمجھتے ہیں۔ آپکی کسی تصنیف کو دنیاوی منفعت کا باعث قرار دینا لعنت اور گناہ سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ احمدی قوم کی وفاداری سرکار عالیہ سے دوسری قوموں کی اطاعت سے بالکل مختلف ہے۔ یہ لوگ گورنمنٹ کے اسلیئے وفادار نہیں۔ کہ انکو ذاتی یا دنیاوی فائدہ مدِّنظر ہے۔ بلکہ اس لیئے کہ ان کا پیارا آقا جسکو وہ خدا کا مہدی اور مسیح یقین کرتے ہیں۔

انہیں وفاداری کی تعلیم دیتا ہے۔ یہ لوگ اپنی وفاداری کا کوئی معاوضہ نہیں چاہتے۔ اور نہ گورنمنٹ سے اس کے اعتراف کے خواہاں ہیں۔ ہر ایک احمدی خواہ وہ ہندوستان میں ہو۔ لنکا میں یا مصر میں یا ماریشش میں تاج برطانیہ کا وفادار ہوگا۔ اور اسکی وفاداری کا اصل راز اس عشق میں پنہاں ہے۔ جو اسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے۔

یہ بھی یاد رہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم صرف سرکار انگریزی سے ہی وفاداری نہیں سکھاتی۔ بلکہ ہر ایسی گورنمنٹ سے جسکے زیر سایہ ایک احمدی اپنی زندگی بسر کرتا ہے۔ تعلق وفاداری رکھنے کا سبق دیتی ہے۔ چنانچہ ہندی احمدی اپنی گورنمنٹ سے ایسا ہی وفادار ہے۔ جیسے ایک افغان احمدی امیر کابل کا وفادار ہے۔ اگر کوئی گورنمنٹ جبار ہو۔ تو اُسے اختیار ہے۔ کہ اُس کے ملک کو چھوڑ دے۔ لیکن اُسے اس بات کی ہرگز ہرگز اجازت نہیں۔ کہ اس گورنمنٹ کے خلاف کسی بغاوت یا شورش میں حصہ لے۔ یہ ہے احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم جس پر عمل کرنا ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔ خواہ وہ ہندوستان میں رہتا ہو۔ خواہ انگلستان میں یا افغانستان میں۔ خواہ مصر اور عرب میں۔ کہیں بھی ہو۔ اسکو اس تعلیم پر حرف بحرف عمل کرنا لازم ہے۔ حاکم کی اطاعت اور شورش سے اجتناب سلسلہ کے اصل الاصول ہیں۔ اور اس بات سے کون انکار کرسکتا ہے۔ کہ وہ تحریک جسکے اصول ایسے ہوں۔ تمام دنیا کی حکومتوں کے لیئے ایک نعمت و رحمت ہے۔ اور دولت برطانیہ سے بڑھکر اور کونسی گورنمنٹ ہو گی۔ جس کے زیر حکومت ایسی تحریک قائم ہوئی ہے۔ یہ سچ ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ تمام ان قوموں کے لیئے جو اسکے زیر سایہ رہتی ہیں عموماً اور احمدیوں کے لیئے خصوصاً ایک رحمت ہے۔ مگر یہ بھی تو سچ ہے۔ کہ سلسلہ احمدیہ صرف دولت برطانیہ کے لیئے ہی نہیں۔ بلکہ تمام دنیا کی حکومتوں کے لیئے ایک رحمت و برکت ہے ٭

ہمارے نئے انگریزی ترجمۃ القرآن پارہ اوّل کے متعلق مختلف رائیں

جناب ۔ ایم ۔ ایچ ۔ گھٹناٹا صاحب جو ایک متبحر فاضل ۔ تھیوسوفیکل سوسائٹی کے ایک اعلیٰ رکن اور امریکہ کی کئی سوسائٹیوں کے ممبر ہیں ۔ حیدرآباد دکن سے تحریر فرماتے ہیں ۔ کہ ”میری رائے میں یہ کتاب ان تمام کتابوں سے زیادہ مدلّل اور بڑھکر ہے جو آجتک اسلام پر لکھی گئی ہیں ۔ اور ہندوستان کی علم الاخلاق کی کتابوں میں مبارک اضافہ کرتی ہے انگریزی ترجمہ نہایت ہی سادہ اور عام فہم ہے لکھائی ۔ چھپائی اور کاغذ نہایت خوبصورت اور دلکش ہیں ۔ غور و فکر کرنیکے لیئے روحانی خیالات کے اسمیں بے شمار خزانے ہیں اس کتاب میں تمام علوم جمع کر دیئے گئے ہیں ۔ یعنی ۔ ادب ۔ تواریخ ۔ مذہب ۔ اخلاق ۔ روحانیت ۔ فلسفہ ۔ اور الہام ۔ اس نایاب کتاب کی تعریف میں دفتر کے دفتر لکھے جا سکتے ہیں ۔ اس تصنیف کو معجزہ کہنا زیادہ مناسب ہے ۔“

جناب دت صاحب جو ریاست بڑودہ کے کتب خانوں کے قائم مقام مہتمم ہیں تحریر فرماتے ہیں ”قرآن شریف کا پارہ اوّل بزبان انگریزی میری نظر سے گذرا ۔ میں اس کے لیئے آپکو مبارکباد دینا چاہتا ہوں ۔“

مسٹر ایس ۔ اے غفار صاحب گورنمنٹ ہائی سکول میگو سے تحریر فرماتے ہیں ۔ کہ ”اگرچہ میںنے اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں بہت سے ترجمے دیکھے ہیں مگر قادیان کی انجمن نے جو ترجمۃ القرآن شائع کیا ہے وہ سب سے بڑھکر ہے ۔ اسکی ترتیب نہایت اعلیٰ ۔ اور چھپائی بہت عمدہ ہے ۔ تشریحات سادہ مگر جامع ہیں ۔ بیان صاف ۔ آسان ۔ مگر پُر زور ہے ۔ اسکی تعریف میں جلدیں لکھی جا سکتی ہیں ۔“

سید محمد سعد اللہ صاحب گوہاٹی سے لکھتے ہیں ۔ کہ ”قرآن مجید کے پہلے پارے کی جلد جو آپنے بندہ کو ارسال فرمائی تھی ۔ پہنچ گئی ہے ۔ میں آپکا بہت ہی شکر گذار ہوں ۔ اسکی جلد خوبصورت اور چھپائی عمدہ ہے ۔ ترجمہ کی ترتیب نہایت اعلیٰ ہے ۔ ترجمہ بہت صحیح ہے ۔ اور انگریزی حروف میں بالکل درست لکھا گیا ہے ۔“

اخبار مارننگ پوسٹ دہلی اپنی ۲۰ ۔ جون ۱۹۱۶ء کی اشاعت میں لکھتا ہے ۔ کہ ”اس کتاب

کی خصوصیت اسکے مضامین کی ترتیب ہے۔ پہلے قرآن شریف کی اصلی عبارت عربی میں۔ پھر وہی انگریزی حروف میں۔ پھر ترجمہ اور اخیر میں تفسیر ہے۔ جہانتک ہمیں علم ہے اس ترجمے سے بڑھکر عربی یا سنسکرت کی کتابوں کا کوئی ترجمہ دنیا میں موجود نہیں۔ کیا ہی اچھی بات ہو۔ کہ شاستروں اور دیگر پرانی کتابوں کا ترجمہ بھی اسی طرز سے ہوجاوے۔ جیسا کہ قرآن شریف کا ہوا ہے۔ اسکے شائع کنندگان کو ہم مبارکباد دیتے ہیں اور امید کرتے ہیں۔ کہ ہر ایک شخص اس ترجمہ کو پسند کرے گا"

آبزرور لاہور لکھتا ہے۔ کہ ترجمہ کے لئے جو کوشش کی گئی ہے۔ وہ درحقیقت بے نظیر ہے اور ایک بڑی ضرورت کو پورا کرنے والی ہے۔

اخبار مدراس ٹائمز کا قابل ایڈیٹر۔ ہندوستان میں سلسلہ احمدیہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ کہ" اس نئے فرقہ کا ہندوستان میں کہاں تک اثر ہے؟ اس کا جواب قرآن کا وہ ترجمہ دے رہا ہے جسکو احمدی لوگ مع جامع تفسیر کے شائع کر رہے ہیں پہلا پارہ شائع ہوکر ہمارے پاس پہنچا ہے۔ اس دلچسپ کتاب میں پہلے قرآن شریف کی عبارت لکھی ہوئی ہے۔ اور پھر ہر ایک آیت کا ترجمہ انگریزی میں دیا ہے۔ اور پھر ایک لمبی تفسیر ہے اسکو مترجموں کی ایک جماعت نے ترجمہ کیا ہے۔ جسمیں بی۔اے۔ ایم۔اے۔ علوم عربیہ کے عالم۔ اور دینیات کے فاضل شامل ہیں۔

سلسلہ احمدیہ کی قدر و منزلت خواہ کچھ ہی ہو لیکن اس میں شک نہیں کہ یہ ترجمہ ایک اعلیٰ پایہ کی علمی تصنیف ہے۔ ترجمہ کی انگریزی سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ مترجموں کی جماعت میں کچھ انگریز احمدی بھی ہیں۔ یہ ایک اعلیٰ درجے کی تصنیف ہے۔ اور ایسی تفسیر کرنا کوئی معمولی کام نہیں۔ یہ کتاب ایسی ہی دلچسپ ہے جیسا کہ خود وہ سلسلہ جسکی طرف یہ شائع ہو رہی ہے۔ جسقدر علمیت محنت اور صرف زر سے یہ کتاب شائع کیگئی ہے اس سے پتہ لگتا ہے کہ یہ سلسلہ کسقدر وسعت حاصل کر رہا ہے۔ سب سے پہلے پنجاب میں پیدا ہوا اور اب سرزمین مالا بار تک پھیل چکا ہے"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

فہرست کتب

دفتر میگزین قادیان جن کی قیمتوں میں بتقریب جلسہ سالانہ ۲۵ - دسمبر ۱۹۱۶ء سے ۱۵ - جنوری ۱۹۱۷ء تک حسب ذیل رعایت کیگئی ہے

نمبر شمار	نام کتب	قیمت اصلی	قیمت رعایتی	نمبر شمار	نام کتب	قیمت اصلی	قیمت رعایتی
۱	الوصیت	۱ر	ـ۳ر	۱۹	برکات الدعا	۲ر	۱۰ر
۲	اوامر نواہی	۹ر	۷ر	۲۰	باغ بہار	۱ر	ـ۳ر
۳	اظہار حق	۵ر	۴ر	۲۱	پنج ارکان اسلام	۱ر	ـ۳ر
۴	الحق لدھیانہ	۶ر	۵ر	۲۲	پارہ پنجم بخاری شریف	۸ر	۶ر
۵	الحق دہلی	۸ر	۶ر	۲۳	پارہ اوّل مترجم	۳ر	۲ر
۶	الھدیٰ	۶ر	۵ر	۲۴	پارہ عم مترجم	۳ر	۲ر
۷	ابطال الوہیت مسیحؑ	۱ر	ـ۳ر	۲۵	پارہ اوّل و دوم بلا ترجمہ بطرز یسرنا القرآن	۲ر	
۸	اسلامی اصول کی فلاسفی	۵ر	۴ر	۲۶	پارہ اوّل بلا ترجمہ "	۱ر	
۹	احمدی کا من	۱ر	ـ۳ر	۲۷	" دوم "	۱ر	
۱۰	اربعین	۲ر	۱ر	۲۸	" سوم "	۱ر	
۱۱	التبیان	۲ر	۱ر	۲۹	تذکرة الشہادتین فارسی	۳ر	۲ر
۱۲	اجرومیہ	۰ر	ـر	۳۰	تقریروں کا مجموعہ	۳ر	۲ر
۱۳	اعجاز احمدی	۳ر	۲ر	۳۱	تقریریں	۲ر	۱ر
۱۴	اسلام انگریزی	۱ر	۱ر	۳۲	تحفہ قیصریہ	۲ر	۱ر
۱۵	براہین احمدیہ مکمل	عا	عہ ۱۲ر	۳۳	تحفہ ندوہ	۰ر	ـر
۱۶	" حصہ اوّل	۵ر	۴ر	۳۴	تحفہ سالانہ	۸ر	۶ر
۱۷	" حصہ دوم	۴ر	۳ر	۳۵	تفسیر القرآن مکمل (مصنفہ مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب)	ے ۸ر	صہ
۱۸	" حصہ سوم	۱۰ر	۸ر				

نمبر	نام کتب	[illegible]	[illegible]	نمبر	نام کتب	[illegible]	[illegible]
۳۶	تفسیر سورہ بقرہ	۳ر	۰۱ر	۵۸	دعوت الحق	ٹر	۰ر
۳۷	تفسیر پارہ اول - شیخ یعقوب علی صاحب	عہ ۴ر	عہ ۱۲ر	۵۹	دافع البلاء	۱ر	ٹر
۳۸	" دوم "	عہ ۴ر		۶۰	رازِ حقیقت	۱ر	۰ر
۳۹	" ۲۳/۲۴ "	عہر	۱۱ر	۶۱	ردّ چکڑالوی	۵ر	۳ر
۴۰	" ۲۵ "	عہر	۱۱ر	۶۲	رسول اللہؐ کے احکام کی تعمیل	۳ر	۲ر
۴۱	" ۲۶ "	عہر	۱۱ر	۶۳	سرمہ چشم آریہ	۱۲ر	۱۰ر
۴۲	ٹیچنگز آف اسلام انگریزی	عہ ۴ر	عہ ۲ر	۶۴	سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب	۲ر	۰۱ر
۴۳	" بے جلد "	۱۴ر	۱۲ر	۶۵	سناتن دھرم	۰ر	۔ر
۴۴	جنگ مقدس	۶ر	۴ر	۶۶	سیرۃ الابدال	۰۱ر	۱ر
۴۵	جامِ شہادت	۰ر	۔ر	۶۷	ستارہ قیصرہ	۰ر	۔ر
۴۶	حمامۃ البشریٰ	۸ر	۶ر	۶۸	سلاسل الفضائل	۰۱ر	۔۱ر
۴۷	حجۃ الاسلام	۱ر	۰ر	۶۹	سلاسل التعلیم	۲ر	۰۱ر
۴۸	حضرت اقدسؑ کا ریویو	۰ر	۔ر	۷۰	سچائی کا اظہار	۰ر	۔ر
۴۹	حقیقتِ نماز	۷ر	۵ر	۷۱	سخنِ معقول	۔ر	۔ر (دو پیسے کے)
۵۰	حیرت کی حیرانی حصہ اوّل	۵ر	۳ر	۷۲	ستیارتھ پرکاش	۴ر	۲ر
۵۱	" " دوم	۴ر	۰۲ر	۷۳	صیان القرآن	۳ر	۲ر
۵۲	خزینۃ المعارف حصہ اول و دوم	۴ر	۲ر	۷۴	صبرِ جمیل	۰ر	۔ر
	" سوم و چہارم	۸ر		۷۵	ضرورۃ الامام	۰۱ر	۱ر
۵۳	خطبہ الہامیہ	عہر	۱۲ر	۷۶	فضلِ حق	۱ر	۰ر
۵۴	خلافت راشدہ حصہ دوم	۴ر	۳ر	۷۷	قاعدہ سنسکرت	۰ر	۔ر
۵۵	دینیات کا پہلا رسالہ	۱ر	۰ر	۷۸	قصائد احمدیہ	۶ر	۴ر
۵۶	دعوت دہلی	۰۱ر	۱ر	۷۹	قصہ قارون	۱ر	۔ر (دو پیسے کے)
۵۷	دعوت ندوہ	۰۱ر	۱ر	۸۰	کشف الغطاء	۲ر	۰۱ر

نمبر	نام کتب	[illegible]	[illegible]
۸۱	قاعدہ یسرنا القرآن حصہ اول	۰ر	[illegible]
۸۲	" مکمل	۳ر	[illegible]
۸۳	" حصہ سوم	۱ر	[illegible]
۸۴	" نوابی	۱ر	۔ر
۸۵	لغات القرآن حصہ اول	عہ/	
۸۶	" " دوم	عہ/۸	عہ/۱۲
۸۷	لیکچر لاہور	۱۰ر	ختم
۸۸	لیکچر سیالکوٹ	۱۰ر	ختم
۸۹	مبادی الصرف	۱۰ر	۱ر
۹۰	مواہب الرحمٰن	۴ر	۳ر
۹۱	متن اربعین	۔ر	۰ر
۹۲	مسک العارف	۱۰ر	۱ر
۹۳	مکتوبات محمدیہ	۴ر	۳ر
۹۴	مسلمانوں کا خدا اور اسکے حضور دعا	۲ر	۱ر
۹۵	مجموعہ آمین	۔ر	۰ر
۹۶	مباحثہ رامپور	۰۲ر	۰۱ر
۹۷	مکتوبات احمدیہ	۴ر	۳ر
۹۸	نزول المسیح	۴ر	۳
۹۹	نسیم دعوت	۳ر	۰۱ر
۱۰۰	نور القرآن حصہ اول	۱ر	۰ر
۱۰۱	ہدیہ ثاقب	۲ر	۰۱ر
۱۰۲	پارہ چہارم بلا ترجمہ (بطرز یسرنا القرآن)	۱ر	[illegible]
۱۰۳	" پنجم " "	۱ر	[illegible]
۱۰۴	پارہ ششم بلا ترجمہ (بطرز یسرنا القرآن)	۱ر	[illegible]
۱۰۵	" ہفتم "	۱ر	[illegible]
۱۰۶	البرہان الصریح فی تائید المسیح	۳ر	۰۱ر
۱۰۷	مجموعہ فتاویٰ احمدیہ ہر سہ حصص	عہ/	۱۲ر

فہرست کتب تازہ تصنیف از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

نمبر	نام کتب	[illegible]	[illegible]
۱	منصبِ خلافت	۱ر	۔ر
۲	تحفۃ الملوک معمولی کاغذ پر	۱۲ر	۱۱ر
۳	تحفۃ الملوک خاص اور عمدہ کاغذ	عہ/۸	عہ/۶
۴	برکاتِ خلافت	۴ر	۰۳ر
۵	اسلام اور دیگر مذاہب اردو	۳ر	۰۲ر
۶	" انگریزی	۶ر	۵ر
۷	خطبات نور نمبر ۱ یعنی حضرت خلیفۃ المسیح اول کے خطبات	۸ر	۷ر
۸	" نمبر ۲ "	۸ر	۷ر
۹	ترجمۃ القرآن پارہ ۲۵ مرتبہ ایڈیٹر الحکم از درس حضرت خلیفہ اول	۸ر	۶ر
۱۰	" " ۲۶ "	۸ر	۶ر
۱۱	شرح حدیث النزول حضرت خلیفہ اول اسکی بہت تعریف کرتے تھے۔	عہ/	۱۲ر
۱۲	درس قرآن شریف یعنی حضرت خلیفہ اول کے درس قرآن کے قابل دید نوٹ	للعہ/	سے/۸

سیرت مسیح موعود - خلیفہ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی تازہ تصنیف ۵ر

ریویو آف ریلیجنز کی گذشتہ جلدیں مندرجہ ذیل شرح پر مل سکتی ہیں۔

		اصلی قیمت	رعایتی	
ریویو اردو	سنہ ۱۹۰۲ء	للعہ ر	ہے	بہت ہی تھوڑی کاپیاں رہ گئی ہیں
〃	سنہ ۱۹۰۳ء	عا ر	عہ ر ۸	
〃	سنہ ۱۹۰۴ء	عا ر	عہ ر	
〃	سنہ ۱۹۰۵ء	عا ر	عہ ر	
〃	سنہ ۱۹۰۶ء	عا ر	عہ ر	
〃	سنہ ۱۹۰۷ء	عا ر	عہ ر	
〃	سنہ ۱۹۰۸ء	عا ر	عہ ر	
〃	سنہ ۱۹۰۹ء	عا ر	عہ ر	
〃	سنہ ۱۹۱۰ء	للعہ ر	ہے	بہت ہی تھوڑی کاپیاں رہ گئی ہیں
〃	سنہ ۱۹۱۱ء	للعہ ر	ہے	〃
〃	سنہ ۱۹۱۲ء	عا ر	عہ ر	
〃	سنہ ۱۹۱۳ء	عا ر	عہ ر	
〃	سنہ ۱۹۱۴ء	عا ر	عہ ر	
〃	سنہ ۱۹۱۵ء	عا ر	عہ ر	
〃	سنہ ۱۹۱۶ء	عا ر	عہ ۸	
ریویو انگریزی	سنہ ۱۹۰۲ء	ندارد		
〃	سنہ ۱۹۰۳ء	عہ ۱۶	لدعہ ۱۴	صرف ایک کاپی عمدہ مجلد ہے۔
〃	سنہ ۱۹۰۴ء	ہے	ے	بہت ہی تھوڑی کاپیاں باقی ہیں
〃	سنہ ۱۹۰۵ء	ہے	ے	〃
〃	سنہ ۱۹۰۶ء	عہ ۱۶	لدعہ ۱۴	صرف ایک کاپی اعلیٰ قسم کی مجلد ہے
〃	سنہ ۱۹۰۷ء	للعہ ر	عا ر	
〃	سنہ ۱۹۰۸ء	للعہ ر	عا ر	
〃	سنہ ۱۹۰۹ء	للعہ ر	عا ر	
〃	سنہ ۱۹۱۰ء	ہے	عہ ر	صرف دو تین کاپی باقی ہیں۔
〃	سنہ ۱۹۱۱ء	ہے	ے	چند کاپیاں باقی ہیں۔
〃	سنہ ۱۹۱۲ء	للعہ ر	عا ر	
〃	سنہ ۱۹۱۳ء	للعہ ر	عا ر	
〃	سنہ ۱۹۱۴ء	للعہ ر	عا ر	
〃	سنہ ۱۹۱۵ء	للعہ ر	عا ر	
〃	سنہ ۱۹۱۶ء	للعہ ر	عا ر ۸	

نوٹ نمبر۱ ریویو انگریزی و اردو سنہ ۱۹۰۸ء تک کی جلدوں میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے مضامین ہیں ۔۔۔انگریزی زبان میں انکا ترجمہ صرف ریویو میں ہی مل سکتا ہے۔ اور کہیں سے دستیاب ہونا محال ہے۔ نوٹ نمبر۲ جن خطوط پر ۲۵ جنوری یا اس سے پہلے کسی تاریخ کی مہر ڈاکخانہ ہو خواہ وہ کسی تاریخ دفتر میں پہنچیں۔ وہ اسی رعایتی شرح میں شمار ہونگے۔ نوٹ نمبر۳ پتہ صاف خوشخط ہونا چاہیے۔ ورنہ تعمیل آرڈر نہ ہوگی۔

نوٹ نمبر۴ - جملہ کتب ماسٹر احمد حسین صاحب و میاں محمد یٰسین صاحب تاجران کتب قادیان سے مل سکتی ہیں۔

المشتہر

مینیجر ریویو آف ریلیجنز قادیان ضلع گورداسپور

ریویو

فرقان یا احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے؟ ۔ مشہور و معروف تقریر جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۶ - دسمبر ۱۹۰۶ء کو فرمائی۔ اس کی ضرورت اسکے نام سے ظاہر ہے۔ مولوی عنایت اللہ صاحب تعلیم یافتہ مدرسہ احمدیہ نے اس کا ایک جدید اڈیشن نہایت نفیس و پاکیزہ چھپوایا ہے۔ حجم تقطیع کلاں کے ۱۶ صفحے قیمت ۱؍ قادیان کے پتہ پر مولویصاحب موصوف سے ملسکتی ہے۔

تاریخ راعیان } مؤلفہ حکیم ایم معراج الدین احمد صاحب مالک و ایڈیٹر رسالہ راعین امرتسر۔ اسمیں اپنی قوم کی جو عام طور پر ارائیں کے نام سے مشہور ہے مفصل ہسٹری بیان کرنے کی کوشش کیگئی ہے - تا کہ یہ ثابت کیا جائے کہ شیخ سلیم راعی جو مظالم اہل مکہ سے تنگ آکر مدینہ میں ہجرت کر گئے اور وہاں گلہ بانی کیا کرتے تھے اس قوم کے مورث اعلیٰ تھے۔ دلائل کا رنگ تاریخی لحاظ سے بہت کچھ اصلاح طلب ہے۔ لیکن اس کتاب میں مولوی محمد علیصاحب کا بھی ذکر خیر آگیا ہے جو غلطی سے خالی نہیں رہا۔ کیونکہ مولوی محمد علیصاحب کو احمدی جماعت کا امیر قوم لکھا ہے جو سراسر خلاف واقعہ ہے امارت تو کجا ان کا قدم تو احمدیت سے بہت دور جا پڑا ہے۔

اس کتاب میں ایک بات خاص طور پر قابل داد اور سبق آموز ہے - وہ یہ کہ اپنی قوم کے ممتاز تعلیمیافتوں اور معزز عہدیداران سرکاری کی صیغہ وار ایک ایسی فہرست کتاب کے آخر میں دیگئی ہے۔ جو راعین برادری کو اپنی تمدنی و معاشرتی اغراض میں بطور ڈائرکٹری بڑا کام دے سکتی ہے۔

ضمیمہ نمبر ۳ میں اصلاح تمدن کے متعلق بہت سی مفید و ضروری ہدایات اور خلاصہ احکام الٰہی بھی

اصولاً ایک قابل قدر و بابرکت چیز ہے۔

بہرحال کتاب بہیئت مجموعی اچھی ہے اور راعین برادری کی طرف سے قدردانی و حوصلہ افزائی کی مستحق۔ لکھائی چھپائی کاغذ کے لحاظ سے بھی خاصی عمدہ ہے۔ حجم ۱۲۸ صفحے قیمت ۱؍ مؤلف سے ملیگی۔

الصراط المستقیم } ایک ماہوار رسالہ ہے جو مولوی محمد غوث صاحب کی ایڈیٹری میں بنگلور سٹی سے نکلتا ہے۔ حجم ۳۲ صفحے ماہوار۔ چندہ سالانہ ۸عہ بلحاظ زبان و بیان ذرا قابل اصلاح ہے۔ مگر علاقہ مدراس والوں کیلئے بس غنیمت ہے۔

Reg. No. L. 303

سیرت مسیح موعود علیہ السلام

خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنے دست مبارک سے حضرت مسیح موعود و مہدی معہودؑ کی سوانح عمری تحریر فرمائی ہے۔ جو دفتر ریویو آف ریلیجنز میں اردو و انگریزی میں چھپوانے کا انتظام کیا گیا ہے۔ اس کتاب کی ضرورت۔ عمدگی اور اہمیت اس بات سے معلوم ہو سکتی ہے کہ اکثر حالات ان میں سے پہلے کسی سوانح میں نہ پائے جائیں گے۔ اردو میں تو چھپ کر تیار ہو گئی ہے۔ اور انگریزی میں جلد تک انشاءاللہ تعالیٰ تیار ہو گی۔ احباب جلد درخواستیں بھیجدیں ورنہ پھر دوسرے اڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔ کیونکہ بوجہ گرانی کاغذ وغیرہ کے تھوڑی کاپیاں چھپوائی ہیں۔ تا پڑی نہ رہیں۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک پانچ آنہ۔

المشتہر

مینجر ریویو آف ریلیجنز۔ قادیان ضلع گورداسپور

اطلاع: جلسہ سالانہ کی تقریب پر ۲۵۔ دسمبر ۱۹۱۶ء سے ۲۵۔ جنوری ۱۹۱۷ء تک دفتر ریویو کی کتابوں میں رعایت کی گئی ہے۔ مفصل فہرست اسی رسالہ کے صفحہ ۴۸۱-۴۸۲-۴۸۳-۴۸۴ پر ملاحظہ ہو۔

مینجر ریویو قادیان ضلع گورداسپور

باہتمام بھائی بہادر سنگھ مینجر و پرنٹر وزیر ہند پریس امرتسر میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کیلئے چھاپا گیا۔

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے ٭ لو تمھیں طور تسلّی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنے

دنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۱۵ بابت دسمبر ۱۹۱۶ء نمبر ۱۲

چندہ سالانہ ۲ر

علاوہ محصول ڈاک ۸ر

مطابق صفر المظفر ۱۳۳۵ھ

فہرست مضامین